



# بلوچستان صوبائی اسمبلی



## مباحثات

شنبہ - ۱۵ جون ۱۹۷۳ء

صفحہ	مسند درجات	نمبر شمار
۱	تلاوت کلام پاک و ترجمہ	۱
۲	نشان زدہ سوالات اور نئے جوابات	۲
۲۵	غیر نشان زدہ سوالات اور نئے جوابات	۳
۳۲	سختیاب التوائے کار	۴
۳۵	مجلس قائمہ / دیگر مجالس کے ارکان کا انتخاب	۵
۳۶	ضمنی بجٹ برائے ۷۴ - ۱۹۷۳ء پر عام بحث	۶



## ممبران جنہوں نے اجلاس میں شرکت کی

- ۱- جاوید غلام قادر خان
  - ۲- نواب عوث بخش ریشیانی
  - ۳- میر یوسف علی خان مگسی
  - ۴- مولوی محمد حسن شاہ
  - ۵- مولوی صالح محمد
  - ۶- میاں سیف اللہ خان پریچ
  - ۷- مہر شاہنواز خان شامیانی
  - ۸- مہر صاحب علی بلوچ
  - ۹- خان محمود خان اچکزئی
  - ۱۰- نواب زاوہ تیمور شاہ جوگنیری
  - ۱۱- سردار الخیر جان کھٹران
-

# بلوچستان صوبائی اسمبلی کا بجٹ اجلاس

ہر روز شنبہ مورخہ ۵ جون ۱۹۶۷ء

زیر صدارت میر قادر بخش بلوچ ڈپٹی اسپیکر

ٹھیک دس بجے صبح شروع ہوا

## تلاوت کلام پاک و ترجمہ

از قاری سید افتخار احمد کاظمی خطیب

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تَشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِالَّذِيْنَ اَلْفُرْقٰنِ  
وَالْيَتٰمٰی وَالسَّكِيْنِ وَالْمَجَارِيْدِ الْقُرْبٰی وَالْمَجَارِي الْاَجْنَبِ الصّٰحِبِ بِالْجَنَبِ وَاَبْنِ السَّبِيْلِ  
وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا هٗنَ الَّذِيْنَ يَسْجُدُوْنَ  
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبَحْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَا اللّٰهُمِّنْ فَضْلِهٖ ط وَاَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ  
عَذَابًا مُّهِينًا هٗ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ هٗ (سورۃ ۳ = آیات ۳۶-۳۷)

یہ آیات کریمہ جو تلاوت کی گئی ہیں، پانچویں پارہ کے تیسرے رکوع کی ہیں۔ ارشادِ ربّانی ہے:-  
پناہ اللہ کی جانتا ہوں شیطانِ مردود کے شر سے۔ شروع اللہ کے نام جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے  
اللہ کی عبادت کرو۔ اور کچھ بڑا سکا شریک نہ بناؤ، اور حسن سلوک رکھو والدین کیساتھ، اور قرابتوں کیساتھ  
اور یتیموں اور مسکینوں اور یتیموں اور دور دراز پروسی اور ہم مجلس اور راہ گیر کیساتھ اور جو تمہاری ملک میں ہے اس کیساتھ  
قطعاً اللہ انہوں کو دوست نہیں رکھتا جو زمین میں ہیں، فقیر ہیں، جو بھل کرتے رہتے ہیں، اور دوسروں کو بھی بھل کی تعلیم دیتے  
ہیں، اور جو کچھ انہیں اللہ نے، اپنے فضل سے دے رکھا ہے، اسے چھپاتے ہیں۔ اور ہم نے کافروں کیلئے ذلت والا  
عذاب تیار کر رکھا ہے۔ وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّا لِلّٰهِ رَاٰبِعُونَ الْعٰلَمِيْنَ هٗ

## وقف سوالات

مسٹر ڈی اسپیکر۔ کن والے سوالات بھی آج پوچھے جائیں گے۔ پہلے خان محمود خان کے سوالات

ہیں۔

نمبر ۶۰۹۔ خان محمود خان اچکری۔ کیا وزیر صحت بیان کریں گے کہ۔

(الف) کیا یہ صحیح ہے کہ اس سال ہولان میڈیکل کالج میں داخلہ کے لئے کچھ مخصوص نشستیں آپ کو پرکرائی گئیں؟

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان سیٹوں کی تعداد کتنی تھی؟

(ک) کیا یہ صحیح ہے کہ جن لوگوں کو یہ مخصوص نشستیں دی گئی ہیں ان سے زیادہ نمبروں والے اور ان سے زیادہ غریب امیدوار یہ سیٹ حاصل نہیں کر سکے ہیں؟

(د) اگر (د) کا جواب اثبات میں ہے تو اسکی وجہ کیا ہے؟

(شے) کیا حکومت مخصوص نشستوں کے طریق کار کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) ان لوگوں کے نام، سکونت، حاصل کردہ نمبر اور قبیلہ علیحدہ علیحدہ بتلائیں۔ جنکو مندرجہ مخصوص سیٹیں دی گئی ہیں؟

وزیر صحت۔ (مولوی محمد حسن شاہ) جناب اسپیکر صاحب اس سوال کا تعلق مجھ سے نہیں ہے

آپ تحقیق کر سکتے ہیں۔ اسلئے میں اسکا جواب نہیں دیتا۔

مسٹر محمود خان اچکری۔ (پارٹنٹ آف آرڈر) یہاں مجھ کو جواب ملے ہیں وہ وزیر صحت

کی طرف سے ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا ہو گا۔

مسٹر ڈی اسپیکر۔ مولوی صاحب اگر ایسی بات ہے تو آپ اپنے ٹھکانے کے خلاف کارروائی کریں۔

.....

**وزیر صحت -** جناب والا! یہ اسمبل ہے اور اسمیں سوالات کا جواب دینا وزیر کا فرض ہے طریقہ یہ ہے کہ محکمہ متعلقہ کے سکریٹری جواب بنا کر وزیر کے پاس لاتے ہیں اور جب وزیر اس جواب کو منظور کر لیتے ہیں تو وہ جواب اسمبل سکریٹری کو بھیجا جاتا ہے۔ میں نے اس جواب کی منظوری نہیں دی۔ بغیر منظوری کے یہاں بھیج دیئے گئے ہیں۔ مخصوص نشستوں کے بار میں حقیقت یہ ہے کہ صوبہ کے وزیر اعلیٰ اپنی مرضی کے مطابق طلباء کو نشستیں دیتے ہیں۔ لہذا اس سوال کا جواب دینا مجھ پر لازم نہیں ہے۔ یہ سٹیٹس وزیر اعلیٰ صاحب نے دی ہیں۔ ایک عربی کاشغری آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

جبکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ۔ جب خود کام کر لیتے ہیں اور بعد میں لڑائی کرنا پڑے تو کہتے ہیں۔  
 آؤ مولوی حسن شاہ لڑائی کرو.....  
 (تہنہ)

**مستر ڈی پی اسپیکر -** مولوی صاحب آپ تشریف رکھیں اسکا جواب شاید جام صاحب دیں۔

**مستر خان محمود خان اسپیکر -** جب یہ سوالات وزیر صحت صاحب سے متعلق ہیں اسلئے میں ان ہی سے جواب مانگوں گا۔

**مستر ڈی پی اسپیکر -** خان صاحب آپ تشریف رکھئے۔ جام صاحب آپ کے سامنے وضاحت پیش کر رہے ہیں۔

**قائد ایوان -** (جام میر غلام قادر خان)

(الف) یہ صحیح ہے۔

(ب) پندرہ

(ج) جن طلباء کو مخصوص نشستوں پر داخل کیا گیا ہے ان میں ایسے طلباء بھی ہیں جنہوں نے بہت بچے کمزور سے

ایف، ایس، سی کا امتحان پاس کیا اور فٹ اور سیکنڈ ڈویژن حاصل کی ہے۔ ان میں کم کمزوروں والے عزیز طلباء بھی شامل ہیں۔

(س) مذکورہ مخصوص نشستوں کے لئے نامزدگیاں کرنا وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر منحصر ہے۔ اس کے لئے کسی تعلیمی معیار یا مہاشی حیثیت کو دخل نہیں۔ ان نشستوں کے لئے نام زدگیاں کرنے کا وزیر اعلیٰ کو کئی اختیار ہے۔

(ش) مخصوص نشستوں کے طریق کار کو فی الحال ترک کرنے کا ارادہ نہیں۔ البتہ ان نشستوں کی تعداد میں یقیناً کمی ہوگی۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لڑکے قابلیت کی بنیاد پر داخلہ حاصل کر سکیں۔

اس قسم کی مخصوص نشستوں کا تعین دیگر صوبوں کے میڈیکل کالجوں میں بھی ہے۔ یہاں بھی اسی سٹیج پر چار نشستیں مخصوص کرنے کی پالیسی جاری رہے گی لیکن ان کی تعداد بالکل کم ہوگی۔

(ج) مذکورہ پندرہ نشستوں میں سے چار نشستیں صوبہ بوجپتان کی شہریت رکھنے والے ڈاکٹروں کے بچوں،

اخبار نویسوں کے بچوں، دکلاء کے بچوں اور عیسائی اقلیت سے تعلق رکھنے والے طلباء کے لئے مخصوص کی گئی تھیں۔ ان نشستوں پر نامزدگی زیادہ کم حاصل کرنے کی بنیاد پر کمی ہے۔ مطلوبہ کوائف ملفوف

ہیں۔

نمبر شمار	طلباء / طالبات کے نام	سکونت	حاصل کردہ نمبر	قبیلہ	کیفیت
۱-	آنسہ ساجدہ عظیم	قلات	۳۲۶	لہڑی	
۲-	علی میر شمسی	کرٹہ	۳۸۲	ایرانی	یہ طالب علم ایرانی ہے۔
۳-	شاہد تقیم انصاری	"	۳۱۲	انصاری	دکلاء کے بچوں کیلئے مخصوص نشست پر داخلہ دیا گیا۔
۴-	محمد کلیم	"	۳۳۸	کاکڑ	
۵-	عزیر اللہ	قلات	۳۸۱	رئیسانی	
۶-	محمد الزور	لسبیلہ	۳۶۱	بوجپ	
۷-	مبین الحق	کرٹہ	۳۹۵	نامعلوم (ڈومیسائلڈ)	اخبار نویسوں کے بچوں کیلئے مخصوص نشست پر داخلہ دیا گیا۔
۸-	عبدالحمید ولد محمد معصوم	فٹ سٹین		شیرانی	مولانا شمس الدین کی سفارش پر۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶
۹-	سید فخر سبطین شاہ	کوئٹہ	۳۵۰	سید ڈوہیا ٹیٹم	
۱۰-	حیدر اللہ	فورٹ سٹین	۳۳۳	ساکرٹ	
۱۱-	محمد مسلم	کوئٹہ	۳۲۲	ہاشم (ڈی ٹی ٹی)	
۱۲-	آنسہ نعینہ رحیم	کراچی	۵۹۵	پٹھان	
۱۳-	میں میری برنگینرا	کوئٹہ	۵۹۲	عیسائی	اقتیبوں کے لئے مخصوص نشست پر داخلہ دیا گیا۔
۱۴-	افتخار احمد	"	۵۲۳	قریشی	ڈاکٹروں کے بچوں کے لئے مخصوص نشست پر داخلہ دیا گیا۔
۱۵-	حنیف مراد	قلاں	۵۷۷	گلگیزی (ڈی ٹی ٹی)	

**سٹر محمد خان اسپکرنی** - دیوائنٹ آف آرڈر - جناب۔ آپ نے اپنے جواب میں "فی الحال" کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ میرے پاس لکھے ہوئے جواب میں موجود نہیں ہے ؟

**قائد ایوان** - میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اس سسٹم کو ختم کر دیا جائے۔ اسلئے میں نے "فی الحال" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

**سٹر محمد خان اسپکرنی** - ضمنی سوال۔ جام صاحب کے جوابات خود ایک دوسرے کا ضد ہیں میرے سوال کی جزو دہی، کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ کم نمبروں والے غریب طلباء بھی شامل ہیں اور جزو (س) کے جواب میں کہتے ہیں کہ اسیلئے کسی معیار اور معاشی حیثیت کو دخل نہیں ہے۔

**قائد ایوان** - جناب والا۔ معزز رکن کا ضمنی سوال اپنی جگہ پر بڑا دلچسپ ہے اور میں انکی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک مخصوص نشستوں کا تعلق ہے لفظ مخصوص خود اس طرف نشاندہی کرتا ہے

کہ یہ نشستیں مستحق طالب علموں کو ملتی ہیں جن میں نادر شامل ہیں جن کو داخلہ نہ مل سکا ہو۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔ آپ نے صاف کہا ہے کہ اس کیلئے کسی تعلیمی معیار اور معاشی حیثیت کو دخل نہیں ہے۔

قائد ایوان۔ نہیں جناب یہ بات نہیں ہے کہ ایک طالب علم بالکل گورامو اور اس نے تعلیم بھی حاصل نہ کی ہو۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔ اس کا مطلب ہے یہ جواب غلط ہے۔

مسٹر ڈی پی اسپیکر۔ مسٹر محمود خان صاحب آپ بیٹھ جائیں اگر جواب سمجھ نہ ہو تو آپ استحقاق کا تحریک پیش کر سکتے ہیں۔

قائد ایوان۔ جہاں تک مخصوص نشستوں کا تعلق ہے مخصوص کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ دینے والے کے حوالہ پر منحصر ہے کہ وہ مخصوص نشستوں کا کس طرح تعین کرتا ہے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔ کس آئین میں لکھا ہے کہ خواہ مخواہ وزیر اعلیٰ کیلئے اتنی نشستیں مخصوص ہوں۔

قائد ایوان۔ دراصل مخصوص نشستوں کا طریق کار کافی عرصہ سے ہمارے ہاں چلا آ رہا ہے اور باقی صوبوں میں بھی یہ ہے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔ جناب یہ کوئی جواز نہیں ہے کہ باقی آدمی اگر غلط کام کریں تو آپ بھی کریں باقی صوبے مخصوص نشستیں دیں تو آپ بھی دیں۔

قائد ایوان - میں نے عرض کیا ہے کہ اگر ہمارے بلوچستان میں اس معاملے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی تو گورنمنٹ ایسا اقدام کرے گی کہ ان مخصوص نشستوں کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔

سٹر محمد خان اچکزئی - ضمنی سوال - کیا وزیر اعلیٰ کو یہ احساس ہے کہ مخصوص نشستوں کا یہ طریق کار ہمارے تعلیمی معیار کو گرا سکتا ہے۔

قائد ایوان - کبھی کبھی ایسے حالات آجاتے ہیں کہ اس قسم کے طلباء رہ جاتے ہیں یا عزیمت کے لحاظ سے رہ جاتے ہیں اور ہمارے ہاں ٹرائیبل ایریٹا میں کیونکہ اس قسم کی سہولتیں نہیں ہیں۔ ایسے علاقے ہیں جہاں سائبر فیکان ہے اس کو مد نظر رکھ کر اس چیز کا اقدام کیا گیا ہے۔ کہ انکو نشستیں مل سکیں۔

سٹر محمد خان اچکزئی - جام صاحب میرا اعتراض یہ ہے کہ اس میں کوئی خاص طریق کار اختیار نہیں کیا گیا۔ آپ نے جنکو شیپ دی ہیں ان کے نمبر ۳۲۸-۳۸۱-۳۸۲ ہیں۔ جبکہ ایسے بہت سے لڑکے رہ گئے ہیں جن کے نمبر ۳۵ سے زیادہ ہیں ان غریب طلباء کا کیا ہوگا۔ یہ کبھی اسی غریب صوبے کے ہیں۔

قائد ایوان - جو مخصوص نشستیں ہیں ان کے الفاظ بھی ایسے ہیں۔

سٹر محمد خان اچکزئی - آئین میں کوئی ایسی شق ہے جن سے یہ حق آپ کو حاصل ہو کہ آپ کے لئے مخصوص نشستیں ہوں۔

قائد ایوان - میں نے عرض کیا ہے کہ اگر آئندہ سمجھا جائیگا کہ اسکی ضرورت نہیں ہے تو ان مخصوص نشستوں کو ختم کر دیا جائیگا۔

مسٹر محمود خان اسپکزئی۔ میرے سوال کے تجز و تشے کا جواب واضح نہیں ہے۔

قائد ایوان۔ فی الحال ایسے حالات ہیں کہ یہ طریق کار ختم نہیں کر سکتے۔

مسٹر محمود خان اسپکزئی۔ اس قسم کا کام باقی صوبوں کے کالوں میں بھی ہے اگر وہ غلط کام کریں تو ہم بھگ کریں۔

قائد ایوان۔ سوال اس صوبے کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ میں نے وضاحت کے لئے باقی صوبوں کا ذکر بھی کیا۔ بوجہستان میں ناخواندگی زیادہ ہے اسکولوں اور کالوں میں سائینس کی تعلیم کا مناسب انتظام نہیں ہے یہاں کے طلباء کے لئے یہ مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ دوسرے طلباء کے مقابلہ میں آسکیں۔

مسٹر محمود خان اسپکزئی۔ آپ دیکھئے ان سے زیادہ نمبروں والے لڑکوں کو داخلہ نہیں ملا ہے۔

قائد ایوان۔ اگر ہم نے محسوس کیا کہ اب معیار ہر جگہ پر ایک سا ہے تو حکومت خود ایسے اقدامات کرے گی کہ ان سیٹوں کو ختم کر دیا جائے۔

مسٹر محمود خان اسپکزئی۔ میرا اعتراض یہ ہے کہ اگر ۲۲۳ اور ۲۳۸ نمبر پائے ہوئے لڑکے داخلہ لیں تو ان کی جگہ وہ لڑکے آسکتے تھے جن کے نمبر زیادہ ہیں۔

قائد ایوان۔ جہاں تک کھلی نشستوں کا تعلق ہے وہ نمبر کے مطابق ہوتے ہیں۔ لہذا وہاں ان چیزوں کو مدنظر رکھا گیا لیکن مخصوص نشستوں کے سلسلہ میں یہ اختیار نامزد کرنے والے کو تھا کہ کس کو نامزد کرے۔

مسٹر محمود خان اسپکزئی۔ ضمنی سوال مجھے ایک خط ملا ہے اگر حکم ہو تو پڑھوں کسی لڑکے کا ہے۔

مسٹر ڈی پی اسپیکر۔ جام صاحب نے اپنا پوائنٹ واضح کر دیا ہے اور آپ نے من لیا ہے اگر آپ کو کچھ کہنا ہے تو آئندہ بجٹ بجٹ میں کہہ سکتے ہیں۔

قائد ایوان۔ میں آئندہ ایسا طریق کار وضع کرونگا کہ محض صاحب اسکو تسلیم کر دیں گے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔ آپ خود سوچیں کہ آپ نے پندرہ سیٹیں رکھی ہیں ان میں سے ایک آپ نے کراچی والی آنسو روہینہ رحیم پٹھان کو دیدی ہے اس جگہ پر آپ بلوچستان کی کسی لڑکی کو دے سکتے تھے۔

مسٹر ڈی پی اسپیکر۔ آپ اگلا سوال پڑھیں۔

نمبر ۶۱۱۔ خان محمود خان اچکزئی۔ کیا وزیر آبپاشی بیان کر سکتے ہیں۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلستان آبپاشی سکیم قریباً مہینے ڈیڑھ سے علاوہ کو آبپاشی کے لئے پانی فراہم نہیں کر سکتے۔

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیوں؟

(ج) کیا اس عرصہ میں اس سکیم میں مشین کے لئے ڈیزل اور ٹریل آئل مہیا کیا گیا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کس غرض کے لئے۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلستان کے گرد و نواح کے علاقوں کو پانی فراہم کرنے کے لئے ایک اور انجن بھی منظر ہوا تھا

اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا وہ لگ چکا ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر محکمہ آبپاشی و برقیات۔ (مولوی صالح محمد)۔

(الف) جی ہاں انجن دیکپ کی خرابی کی بنا پر تقریباً دو ماہ ۲۵ جنوری ۱۹۷۳ء سے ۲۶ مارچ ۱۹۷۳ء تک آبپاشی

کاسلسہ منقطع رہا۔ کیونکہ انجن دیکپ کے کچھ پرزہ جات تار وغیرہ کراچی میں بھی دستیاب نہ ہو سکے تھے اور

پھر ٹریڈنگ دو کے بعد لاہور سے ملے اور ضروری مرمت کے بعد پانی کی فراہمی جاری کر دی گئی تھی۔

(ب) اس کا جواب جزو الف) میں دیا جا چکا ہے۔

(ج) جی نہیں۔

(د) جی نہیں۔ گرد و نواح کے دیہات اپنے موجودہ کنوؤں سے پینے کا پانی حاصل کر رہے ہیں۔

## سٹرٹ پی اسپیکر - اگلا سوال

ب: ۶۱۲۔ خان محمود خان اسپیکر - کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم بتلائیں گے کہ۔

(الف) گلستان کے آبپاشی اسکیم کا انجن روزانہ کتنا چلتا ہے۔

(ب) کیا یہ مشین اس سے زیادہ وقت چلائی جا سکتی ہے۔

(ج) کیا اس اسکیم سے کل عبدالرحمن زئی اور کل سید لاہور کو بھی پانی مہیا کیا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو

حکومت ان گاؤں کو پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب سے؟

(د) اس اسکیم کی موجودہ مشین میں ایک گھنٹہ اور پورے دن میں کتنا تیل خرچ ہوتا ہے اور کیا کسی افسر نے

اسے خود چلا کر تصدیق کی ہے اگر ہاں تو کس نے اور کب اور اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

(ح) کیا یہ صحیح ہے کہ گلستان سے چلنے والی پرائیویٹ موٹروں کے مالکوں کو اس انجن کے ذمہ دار نوکر موبل آئی

وغیرہ ناجائز طور پر بھیجتے ہیں۔

## وزیر آبپاشی و برقیات - (مولوی صالح محمد)

(الف) یہ مشین سردیوں میں آٹھ گھنٹے اور گرمیوں میں ۱۰ گھنٹے روزانہ چلا پا جاتا ہے۔

(ب) جی نہیں۔ اس سے زیادہ چلانے سے مشینری گرم ہو جاتی ہے۔ اور نقصان ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔

(ج) موجودہ اسکیم آبپاشی گلستان سے ان دیہاتوں کو پانی فراہم کیا جا سکتا ہے۔ مگر اہالیان گلستان

پانی دینے کو تیار نہیں۔

(د) اس مشین بڑے بڑے کا خرچ فی گھنٹہ پونے تین گیلن ہے اس طرح سردیوں میں ۲۲ گیلن اور گرمیوں میں

تقریباً ۳۰ گیلن ڈیزل استعمال ہوتا ہے۔ ۶ گیلن موبل آئیٹل ۱۰ گھنٹے کے بعد تبدیل کیا جا گا ہے

اور ایس۔ ڈی۔ اد محکمہ آبپاشی پٹنن نے مورخہ ۲۸/۳ اور پھر ۲/۴ کو جلا کر اس بات کی تقدیر کی کہ تھی۔

(ح) اس قسم کی کوئی شکایت حکومت کے علم میں نہیں آئی ہے۔

مسٹر محمود خان اسپکرنی - ضمنی سوال - جزو (ب) میں کہا گیا ہے کہ اس سے زیادہ چلانے سے مشین گرم ہو جاتی ہے اور نقصان ہونے کا احتمال ہوتا ہے اور جزو (ج) میں ہے کہ موجودہ اسکیم نے آبپاشی گلستان سے ان دیہاتوں کو پانی فراہم کیا جا سکتا ہے مگر ابا بیان گلستان پانی دینے کو تیار نہیں۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ موجودہ اسکیم ہی سے پانی دیا جا سکتا ہے۔

وزیر آبپاشی و برقیات - ہم نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ چلانے سے مشین گرم ہو جاتی ہے اور جب مسلسل چلا میں تو گرم تو ہو جاتی ہے اگر آپ اپنی گاڑی کو متواتر ۸ گھنٹے چلائیں تو گرم ہو جائے گی۔ یہ بات تو صحیح ہے۔

مسٹر محمود خان اسپکرنی - موجودہ اسکیم آبپاشی گلستان سے ان دیہاتوں کو پانی فراہم کیا جا سکتا ہے مگر ابا بیان گلستان پانی دینے کو تیار نہیں۔ تو آیا کیا حکومت انکو پانی مہیا کرے گی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - محمود خان۔ آپ بیٹھ جائیں پہلے سوال کا جواب نہیں پھر ضمنی سوال کریں۔

مسٹر محمود خان اسپکرنی - جناب والا۔ جواب میں ہے، جنرل اور جج جنرل میں تفریق ہے اور ان میں سے ایک غلط ہے، غلط کونسا ہے؟

وزیر آبپاشی و برقیات - ان میں سے غلط کوئی بھی نہیں ہے۔ اور جواب واضح دیا گیا ہے اگر زیادہ مشین سے کام لیا جائے گا تو خواب تو ہو جائے گی۔

مسٹر ڈی اسپیکر - دہلی صاحب نے آپ کے سوال کا جواب دے دیا ہے۔

مسٹر محمود خان اسپیکر - جناب والا ہمارے سوالوں کے جواب غلط دئے جا رہے ہیں پہلے سوال نمبر ۶۱۱ کے جزو (د) کا بھی جواب غلط دیا گیا اور اس کا تعلق ہے اسپیکر صاحب اس چیز کا علاج کریں۔

قائد الوان - جناب معزز ممبر سچ نہیں کے اور شاید پڑھا نہیں حکومت متبادل انتظام کر کے پانی دے سکتے ہیں اور اس طرح پانی کا انتظام کر سکتے ہیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات - میرا یقین ہے جواب صحیح ہے۔

مسٹر محمود خان اسپیکر - میرے سوال نمبر ۶۱۱ کے جزو (د) کا جواب صحیح نہیں ہے۔

مسٹر ڈی اسپیکر - سوال نمبر ۶۱۱ تو ہو چکا ہے آپ ۶۱۲ کے متعلق پوچھیں۔

مسٹر محمود خان اسپیکر - جناب والا۔ سوالات کے جواب غلط دیئے جاتے ہیں۔

مسٹر ڈی اسپیکر - آپ نے اسحقا پیش کر سکتے ہیں۔ اب اگلا سوال

نمبر ۶۱۳۔ خان محمود خان اسپیکر - کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان کریں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ سول ہسپتال کوٹھڑی میں رات کے وقت اکثر شعبہ حادثات کا ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود نہیں ہوتا؟

(ب) کیا یہ بھی صحیح ہے کہ جب رات کے وقت کوئی مریض شعبہ حادثات تک پہنچ جاتا ہے یا پہنچایا جاتا ہے

تو اس کے بعد ہسپتال کی سرکاری گاڑی ڈاکٹر صاحب کو گھر سے لے آتی ہے ؟  
 (ج) کیا یہ صحیح ہے کہ شعبہ بروئی امراض اور دوسرے ڈاکٹروں کے ڈاکٹر صاحبان اکثر اپنے مقررہ وقت پر  
 اپنی ڈیوٹیوں پر موجود نہیں ہوتے ؟

(د) کیا یہ بھی صحیح ہے کہ مورخہ ۲۲ اور ۲۴ مارچ ۱۹۷۷ء کے دوران ایک مریض اس لئے فر گیا کہ  
 اسے بروقت طبی امداد پہنچانے کے لئے ڈاکٹر صاحب ڈیوٹی پر موجود نہ تھے ؟  
 (د) کیا یہ حقیقت ہے کہ جزو (د) میں مذکورہ مریض کے رشتہ داروں اور ڈاکٹروں میں کچھ زبان جھگڑا  
 بھی ہوا اور ڈاکٹر صاحبان نے جس ڈاکٹر کی طبی امداد کی آرڈر میں اپنے کو بچانے کی کوشش کی اصل میں وہ  
 ڈاکٹر ڈیوٹی پر نہیں تھا بلکہ وہاں سے گزر رہا تھا اور انسانی سہارے دیے کے طور پر اس نے مریض مذکور  
 کو ابتدائی طبی امداد دی تھی۔

(س) اگر جزو الف) سے (ر) تک کسی کا جواب اثبات میں ہے تو ایسا کیوں ہے ؟ اور حکومت اس قسم  
 کی سستی کو رد کرنے کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟

## وزیر صحت - (ملوئی محمد حسن شاہ)

(الف) یہ درست نہیں اگر اس سلسلے میں کوئی واضح شکایت جس میں ڈاکٹر کا نام اور اسکی منصبہ غیر حاضری کی  
 تاریخ اور وقت درج ہو، حکومت کے علم میں لائی جائے تو اس پر یقیناً مناسب کارروائی ہوگی۔  
 (ب) یہ بھی صحیح نہیں۔ اس سلسلے میں بھی اگر کوئی واضح شکایت ہر وقت حکومت یا نگران متعلقہ کے علم میں لائی  
 جائے تو اس پر یقیناً مناسب کارروائی ہوگی۔ بہر حال سول ہسپتال کے نگران کو اندیشہ بارہ زیادہ  
 محتاط رہنے کی ہدایت کر دی گئی ہے

(ج) یہ بھی صحیح اطلاع نہیں۔

(د) مریض کا نام نہیں بتلایا گیا۔ ویسے رپورٹ یہ ہے کہ ۲۴ مارچ ۱۹۷۷ء کو غلام مرتضیٰ نام کا ایک  
 مریض شعبہ حادثات میں لایا گیا۔ ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر نے مطلوبہ فوری طبی امداد دی اور مریض علاج کے لئے  
 اندرونی دارڈ میں بھیج دیا گیا۔ جہاں موجود عملے نے توجہ دی۔ لیکن اسکا انتقال ہو گیا۔ اگر اس کی وجہ کسی  
 خاص ڈاکٹر کی غیر حاضری تھی تو اسکا نام بتلایا جائے۔

(د) اس قسم کا کوئی جھگڑا نہیں ہوا اگر ایسا ہوتا تو فریقین میں سے کوئی ایک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو مزبور مطلق کرتا، جس ڈاکٹر نے متوفی غلام مرتضیٰ کو طبی امداد فراہم کی اس کا تعلق شعبہ حادثات سے تھا۔

(س) جوابات واضح ہیں۔ ویسے یہ حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں بعض سرکاری ملازمین جنہیں ڈاکٹر صاحبان بھی شامل ہیں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حکومت ایسے ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کے قواعد بنائے ہوئے ہیں جنکی مد سے جس ملازم کے خلاف یہ ثبوت مل جائے کہ اس نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے یا اس نے کسی ضابطہ کے خلاف کام کیا ہے تو اسے سزا دی جاسکتی ہے۔ شرط یہ ہے واضح شکایت اور ثبوت۔

### مسٹر محمود خان اسپکرنی

جناب اسپکر! میرے تقریباً تمام جوابات میں مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ الٹا مولوی صاحب تو ڈاکٹروں کے خلاف شکایات کا ذمہ داری مجھ پر ڈال رہے ہیں جو خود انکی اپنی ذمہ داری ہے۔ اور انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی چیلنجنگ نہیں کی ہے جو ان کے فرائض میں شامل ہے۔

### وزیر صحت

ہسپتال میں ایک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہوتا ہے اسکے علاوہ محکمہ صحت کا ایک سکرپٹری ہے۔ اگر یہ لوگ اطلاع دیں تو واقعات علم میں آسکتے ہیں۔ مزید یہ کہ آپ بھی تو اسمبلی کے ممبر ہیں۔ آپ بھی ہسپتال جاسکتے ہیں اور انکو پکڑ سکتے ہیں جو کوتاہیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

### مسٹر محمود خان اسپکرنی

میرے جنود الف) کے جواب میں مولوی صاحب کہتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ جناب والا! یہ درست نہیں ہے۔ میں ایک عینی گواہ کی حیثیت سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس دن والد مرحوم عبدالصمد خان اسپکرنی کی شہادت واقع ہوئی۔ انہیں میں جب طبی امداد کے لئے ہسپتال لیکر گیا۔ اس وقت وہاں کوئی ڈاکٹر صاحب ڈیوٹی پر موجود نہیں تھے۔ نہ تو۔ ان دور ڈاکٹر اور نہ ہی آڈٹ ڈور ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی پر حاضر تھے۔ اور یہ تکلیف دہ بات ہے۔

### وزیر صحت

جناب والا اسکا واضح ثبوت ہونا ضروری ہے نہ تو ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور

نہ ہی سکریٹری محکمہ صحت نے ایسے کوئی اطلاع دی ہے۔  
اگر آپ نے ایسا دیکھا ہے تو ہم ضرور اس پر غور کریں گے اور تحقیقات کریں گے۔

## ڈاکٹر محمود خان اسپکرنی۔

دفعہ سوال، جناب میرے سوال کے جواب، کا جواب ہے کہ یہ بھی صحیح اطلاع نہیں ہے۔ ان کے اس جواب کے بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تین دن پیشتر میں خود ایک مریض کو طبی امداد کے لئے ہسپتال لیکر گیا۔ لیکن وہاں کوئی ڈاکٹر صاحب ڈیوٹی پر حاضر نہیں تھے۔ ہم نے ڈیوٹی ڈھانڈی ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو دیکھا۔ اگرچہ اسوقت انکی ڈیوٹی نہیں تھی۔ تاہم انہوں نے اس مریض کا معائنہ کیا۔ لیکن وہ ڈاکٹر صاحب جی اسوقت ڈیوٹی تھی تو وہ بھی حاضر نہیں تھے۔

**وزیر صحت۔** آپ کم از کم ٹھوس ثبوت دیتا کریں جیسے نام اور نام کا ذکر ہو۔ یہیں محض باتوں اور افواہوں پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔

## ڈاکٹر محمود خان اسپکرنی۔

جناب اسپیکر! میں یہاں پر وزیر اعلیٰ جناب صاحب اور متعلقہ وزیر صاحب سے یہ عاجزانہ التماس کروں گا کہ کوئٹہ میں صرف یہی ایک مکمل اور بڑا ہسپتال ہے۔ شہر میں لوگ گولی سے بلیا تو سے زخمی ہو جاتے ہیں اور ان کو فوری طبی امداد کے لئے اسی ہسپتال میں لایا جاتا ہے۔ اگر اس امداد میں ایسی غفلت برتی جائے تو انجام کیا ہوگا۔ جام صاحب کا گھر تو ہسپتال سے ۱۰۰ گز کے فاصلے پر ہے اور غالباً مولوی صاحب اور پراچہ صاحب کے بیچکے بھی اتنے ہی کم فاصلے پر ہیں۔ مگر میں نے کبھی بھی جام صاحب، نہ متعلقہ وزیر اور نہ ہی سکریٹری محکمہ صحت کو کبھی اس ہسپتال کے معائنہ پر جلتے ہوئے دیکھا ہے۔

**وزیر صحت۔** جواب میں کہہ دیا گیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے واقعہ ہم ہسپتال کے نزدیک ہی اگر خان صاحب نے معائنہ کیا ہے اور عمل میں ایسے کوئی تاہم اس کی ضرور تحقیقات کریں گے۔

ڈاکٹر محمود خان اسپکرنی۔ میں نے سوال کے جزو (د) میں جس بڑے کا ذکر کیا ہے یہ ایک غریب

بوج لڑکا تھا جو کہ **Head** کا رلیف تھا۔ جب اسے ہسپتال کے متعلقہ وارڈ میں لے جایا گیا تو ڈاکٹر صاحب ڈیوٹی پر حاضر نہیں تھے۔ اگرچہ ایک دوسرے ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا مگر وہ بیچارہ فوت ہو گیا۔ لڑکے کے رشتہ داروں نے ہسپتال میں شور شرابا کیا اور معاملہ گالی گلوچ تک پہنچ گیا مگر آٹا ڈاکٹر صاحب نے استغفیٰ دینے کی دہکی دی بجائے اسلئے کہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہ ہونے کی وضاحت کرتے۔ ز معلوم جواب میں غلام مرتضیٰ نامی کسی شخص کو گھسیٹ کر لے آیا گیا ہے؟ یہ جواب غلط ہے غالباً وزارت صحت کے سکرٹری مولوی صاحب کو غلط جوابات مہیا کر کے انہیں بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور یہ اچھی بات نہیں۔

**قائد ایوان۔** جناب والا! میرے محترم ممبر صاحب نے جس طرف اشارہ کیا ہے اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے سوالوں کے جوابات غلط دیئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم ضروری تحقیقات کریں گے۔

**مسٹر محمود خان اسپکنی۔** کیا وزیر اعلیٰ صاحب نے کبھی بھی سول ہسپتال کا معائنہ فرمایا ہے؟

**قائد ایوان۔** جی ہاں جناب میں نے معائنہ کئے ہیں، ہو سکتا ہے میرے معائنہ کا طریق کار غلط ہوتا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ہر چیز کو بہتر کرنے کی کوشش کریں گے۔

**مسٹر محمود خان اسپکنی۔** شکریہ جام صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے ڈاکٹر صاحبان کس قدر آرام طلب ہیں جناب وہ تو نوبتے ناشتہ تناول فرماتے ہیں ڈیوٹی پر کب آتے ہوں گے؟

**مسٹر ڈی پی اسپیکر۔** خان صاحب۔ اب آپ اپنا اگلا سوال پوچھئے۔

(اس وقت دس بجے جا میں منٹے ہوئے تھے کہ بجلی کی لاج لگ گئی جسکے وجہ سے ایوان کے کارروائی روک دی گئی اور دوبارہ اجلاس کی کارروائی گیارہ بجے تیس منٹے پر شروع ہوئی)

☆ ۶۱۳۔ سکرٹری محکمہ صحت اور برصغیر ہندوستان۔ کیا وزیر صحت اندر راہ کرم بیان کریں گے کہ۔

(الف) کیا حکم کے کسی افسر نے سول ہسپتال کو ٹیڈ کا معاوضہ اس سال کیا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کس نے اور کب ؟

(ب) کیا قاعدہ کے مطابق اس ہسپتال کا معاوضہ ایک خاص مدت کے اندر کرنا ضروری نہیں ہے ؟  
(ج) اگر (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو وہ مدت کتنی ہے ؟ اور کیا کسی متعلقہ آفیسر نے اس مدت میں ہسپتال کا معاوضہ کیا ؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

(د) کیا یہ صحیح ہے کہ اس ہسپتال میں کوئی بھی ڈاکٹر وقت پر اپنی ڈیوٹی پر نہیں پہنچتا۔  
(س) اگر (د) کا جواب نفی میں ہے تو کس کس ڈاکٹر کو کتنے کتنے بجے اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر پہنچ جانا چاہیے ؟  
موسم سرما اور موسم گرما کے اوقات علیحدہ علیحدہ بتلائے جائیں ؟

### وزیر صحت۔

(الف) سال رواں کے دوران حکمہ صحت کے سکرٹری صاحب نے ماہ جنوری ۱۹۷۴ء میں سول ہسپتال کو ٹیڈ کا معاوضہ کیا تھا۔

(ب) اس بارے میں مدت مقرر نہیں کی گئی آفیسر ان متعلقہ جب جاہیں ہسپتال کا معاوضہ کر سکتے ہیں۔  
(ج) جواب نفی میں ہے۔

(د) ایسی کوئی واضح شکایت حکومت یا نگران آفیسر ان کے علم میں نہیں لائی گئی۔  
(س) ہسپتال کے اوقات کار وہی ہیں جو صوبائی حکومت دفاتر کے لئے مقرر کرتی ہے۔ یعنی موسم گرما۔ صبح ساڑھے سات بجے تا سوا دو بجے۔ ماسوائے جمعہ اور جمعرات صبح ساڑھے سات بجے تا ساڑھے بارہ بجے۔  
موسم سرما۔ صبح آٹھ بجے تا سوا دو بجے۔ ماسوائے جمعہ۔ جمعہ صبح آٹھ بجے تا ساڑھے بارہ بجے۔

ان اوقات کے دوران ان ڈاکٹروں کی حاضری ہسپتال میں ضروری ہوتی ہے۔ جن کی

ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔

سکرٹری محکمہ صحت اور برصغیر ہندوستان۔ (دہلی سول) صرف سیکرٹری صحت نے سول ہسپتال کا ایک دفعہ معاوضہ

کیا ہے۔ وزیر صحت کا وزیر کی حیثیت سے فرض تھا کہ وہ اسکا معاوضہ کرتے کہ وہاں حالات کیسے ہیں۔ میں لندن سے  
پوچھتا ہوں کہ ایسا کیوں نہیں کیا گیا۔ دوسرے وزیر بھی نہیں گئے۔

وزیر صحت۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرا دورہ کرنا ضروری تھا۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ میں نے ایک مرتبہ  
دورہ کیا تو ڈاکٹروں نے احتجاجاً ہڑتال کر دی جسکو بمشکل قابو پایا گیا اگر میں وہاں دورہ کرنے جاؤں تو افسوس کا کام خراب  
ہوگا۔

مسٹر محمود خان اسپکنی۔ نووی صاحب اس ڈور سے ہسپتال نہیں جاتے کہ ان کے ڈاکٹر پھر سے  
ہڑتال کر دیں گے۔ یہ انکا محکمہ ہے دیکھیں کہ وہ ڈیوٹی ٹیم حاضر ہیں ہر جگہ پر نیچے سے پوچھتے ہیں کہ اگر حکومت  
کے علم میں لایا جائے تو وہ ایسے اقدامات کرے گی۔ جناب ان کا اپنا فرض ہے کہ ہسپتال کا معاوضہ کریں۔

وزیر صحت۔ یہ ٹھیک ہے میں دورہ کرنا مگر ہمارے ڈاکٹروں کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ  
شرافت اور اخلاق سے رہیں تو ڈی خرابی کی تو چشم پوشی کی جاسکتی ہے۔

مسٹر محمود خان اسپکنی۔ آپ کیسی چشم پوشی کریں گے اور کیوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ (میاں سیف اللہ خان ہراچ) جناب اسپیکر مسٹر محمود خان صاحب نے  
کہا تھا کہ دنیا ہسپتال نہیں گئے میں دوا ہسپتال گیا ہوں۔

مسٹر محمود خان اسپکنی۔ جناب والا یہ تو بھراستحقاق مجروح ہوا۔ جناب میں کسی وزیر کا ذکر  
نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ میں مریض کو دیکھنے کے لئے گیا تھا کوئی تحقیق کرنے نہیں گیا۔

قائد الوان - میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ مستقبل میں ایسا ہو گا۔

میٹر ڈپٹی اسپیکر - محمود صاحب اگلا سوال پوچھیں۔

بہ: ۶۱۵۰۔ میٹر محمود خان اسپکرنی۔ کیا ذریعہ صحت ازراہ کرم بیان کریں گے کہ۔

- (الف) کیا یہ صحیح ہے کہ سول ہسپتال کوئٹہ میں مریضوں کو اپنے اپنے گھروں تک پہنچانے کے لئے کچھ گاڑیاں ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کی تعداد بتلائی جائے؟
- (ب) ان گاڑیوں کے ذریعے کتنے مریضوں کو سال ۷۳-۷۴ کے دوران علاج کے بعد اپنے اپنے گھروں کو پہنچایا گیا ہے؟ ان کے نام سکونت اور ان کے پہنچانے کی تاریخیں بتائی جائیں؟
- (ج) اگر ان گاڑیوں کے ذریعے مریضوں کو گھروں تک نہیں پہنچایا گیا ہے؟ تو اسکی وجہ؟
- (د) کیا یہ صحیح ہے کہ مذکورہ بالا گاڑیاں ڈاکٹروں اور نرسیوں کے استعمال میں ہوتی ہیں؟
- (د) اگر (د) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟
- (س) کیا یہ حقیقت ہے کہ سول ہسپتال کوئٹہ میں یونیسف (UNICEF) کی کچھ گاڑیاں بھی ہیں؟
- (ش) اگر (س) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ کس مقصد کے لئے محکمہ کو ٹی ہیں؟

ذریعہ صحت۔

- (الف) یہ درست نہیں کہ مریضوں کو گھروں تک پہنچانے کے لئے سرکاری گاڑیوں کا کوئی انتظام ہے صرف شہر کے مختلف حصوں سے شدید مریضوں کو لانے کے لئے دو گاڑیاں ہیں۔
- (ب) جواب (الف) ملاحظہ فرمائیں۔
- (ج) جواب (الف) میں وضاحت کر دی جا چکی ہے۔
- (د) نہیں نرسیوں کے استعمال کے لئے ایک الگ ویگن ہے۔
- (د) جواب نفی میں ہے۔

(س) چار گاڑیاں پونسیف کی طرف سے ملی ہیں۔  
 (شے) ان گاڑیوں میں سے دو بطور ایکویلیس ٹا ہیں۔ اور دوسروں کو ڈیوٹی پر لانے اور واپسی ہو سٹل  
 لے جانے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

میسٹر محمود خان اسپکرنی۔ ضمنی سوال۔ میرے سوال کے جزو (ب) کے جواب میں کہا ہے کہ  
 (الف) میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور (الف) کے جواب میں نام پتے غائب ہیں۔

وزیر خزانہ۔ (سردار غوث بخش ربیانی) مولوی صاحب کا جواب تو سمجھیں کہ لے جانے کے لئے نہیں لانے  
 کے لئے ہیں۔

میر صاحب علی بلوچ۔ مولوی صاحب نے جواب ٹھیک دیا ہے ان کو مولوی صاحب سے بحث کرنے میں  
 مزہ آتا ہے۔

میسٹر محمود خان اسپکرنی۔ میرا سوال ٹھیک ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

میسٹر ڈی پی اسپیکر۔ آپ کے سوال کا جواب تو ہو گیا۔ اگلا سوال۔

نمبر ۶۱۸۔ خان محمود خان اسپکرنی۔ کیا وزیر داخلہ تیار ہیں گے کہ۔

(الف) بعد مالی سال کے دوران صوبہ کے مختلف اضلاع کے سرکاری مال خانوں سے کتنی بندوبستیں،

پتول اور دوسرا اسلحہ بیچا یا نکالا گیا ہے؟

(ب) یہ اسلحہ کس کس کو دیا گیا ہر ایک کا نام، سکونت اور قبیلہ علیحدہ علیحدہ بتلایا جائے؟

اسلحہ کی ساخت بھی؟

(ج) جس سرکاری افسر کے دستخط سے یہ اسلحہ نکالا گیا ہے اس کا نام کیا ہے اور اس سے حکومت کو کتنا

آمدنی ہوئی۔

(۵) اگر ان میں سے کوئی اسلحہ کسی کی سفارش پر دیا گیا ہے تو سفارش کنندہ کا نام کیا ہے۔

قائد ایوان۔

(الف) رواں مالی سال کے دوران صرف اضلاع کچی اور سٹی کے مال خانوں سے حسب ذیل اسلحہ بیچا یا نکالا گیا ہے۔

کچی

یہ اسلحہ فروخت کیا گیا۔	{	مالخانہ تحصیل ڈھاکہ = 7 ایم ایم رائفل = 2 عدد
		رائفل پانچ فری = 2
		شاٹ گن دو تالی = 3
		شاٹ گن یک تالی = 2
		10 =

یہ اسلحہ 7.A.R کو بیٹہ کو منتقل کیا گیا	{	مکی بندوبست = ایضاً
		منہ بھرتی یک تالی = 20
		تلواریں = 40
		کلمہ پارٹیاں = 39

سببی

{	ڈسٹرکٹ مالخانہ = رائفل 30-06 = 2
	سب ڈویژنل مال خانہ کچی = رائفل ہنری مارٹن = 2
	ڈھاکہ ڈری شاٹ گن = 1
	جھٹ پٹ = رائفل = 15
	پتھول = 1

فہرست شامل کر دی ہے

(ب)  
(ج)  
(د)

نام ضلع	مالی خانہ	تفصیل اسلحہ	اس شخص کا نام، سکونت	افسر جس کے حکم سے آمدنی	سفارش کنندہ
۱	۲	۲	۲	۵	۶
			قبیلہ جس کو اسلحہ دیا گیا	اسلحہ دیا گیا	از فروخت اسلحہ کا نام
					۷

پچھی تحصیل ٹاڈر (۱) ایم ایم ایم رائل ہیری نمبر ۱۶۸۹ ایک عبد الرزاق ولد فیض محمد یہ اسلحہ جناب ڈی ایچ ایچ / ۵۵۰۔۵۵۰ ایچ پی

ساختہ انگلینڈ خواجه خلیل مستونگ بوجستان کی منظوری

(۲) ایٹا نمبر ۲۹۶۳ ملک عبدالعہد " کے تحت دیا گیا اور

(۳) رائل ہیری نمبر ۱۱/۸ قاضی فیض الحق - مالخاز سے نکالنے کی

ساختہ پاکستان ڈومی سائل باشندہ کوئٹہ اجازت ڈسٹرکٹ

(۴) ایٹا نمبر ۹۳۶۷ محمد سلام ولد عبد الماجد بھٹریٹ کچی نے دی۔

بروہی کرکٹ

(۵) شاٹ گن دونالی نمبر ۲۹۳۵ ملک عبدالحق خواجه خلیل مستونگ

ساختہ فرانس

(۶) ایٹا نمبر ۸۶۹۵ ملک عبد الرزاق ولد فیض محمد

خواجه خلیل مستونگ

(۷) شاٹ گن دونالی نمبر ۲۳۷ صابر حسین ولد حاجی زرا

ساختہ اسپین حسین علی بوج کوئٹہ

(۸) شاٹ گن دونالی نمبر قاضی نذیر حسین ڈومی سائل

ساختہ پاکستان باشندہ کوئٹہ -

(۹) شاٹ گن ایک مالی نمبر ۳۵ قاضی محمد الحسن ولد قاضی حسین

ساختہ امریکہ ڈومی سائل باشندہ کوئٹہ



(ب) کیا یہ صحیح ہے کہ صوبہ کے پشتون اضلاع کے اکثر ڈپٹی کمشنر غیر پشتون ہیں ؟

(ج) اگر (ب) کا جواب مثبتاں ہے تو اسکی وجہ ؟

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہت سے پشتون سرکاری ملازمین ڈی، سی بننے کے حقدار ہیں ؟ لیکن انہیں ڈی سی نہیں پایا جاتا۔

(س) کیا حکومت پشتون اضلاع میں پشتون افسران تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟ اگر ہاں تو کب سے ؟

### وزیر محکمہ ملازمتہا و امور انتظامیہ - (حاج میر غلام قادر)

(الف) فی الوقت چھ ڈپٹی کمشنر پشتون ہیں، ضلع مکران میں بھی پشتون ڈپٹی کمشنر کا تقرر ہوا ہے۔ لیکن انہوں نے ابھی جارج نہیں لیا ہے ان کو کلاکل تو دار پشتون ڈپٹی کمشنروں کی سات ہو جائے گی۔

(ب) نہیں۔

(ج) چونکہ (ب) کا جواب نفی میں ہے اسلئے اس کے جواب کی ضرورت نہیں۔

(د) یہ حقیقت نہیں ہے۔

(س) نہ تو کوئی ایسی آئینی دفعہ اور نہ ہی کوئی ایسے احکام موجود ہیں جن کے تحت صوبہ کے پشتون اضلاع میں پشتون آفیسران تعینات کرنا ضروری ہو۔ ساتھ ہی ایسی کوئی پابندی بھی نہیں ہے کہ پشتون اضلاع میں پشتون آفیسران تعینات نہ کئے جاویں۔ لہذا ایسی تقرریاں حکومت کی صوابدید انتظامی ضروریات اور ایشیائی متعلقہ کابلیت کے مطابق کی جاتی ہیں۔

سٹر صاحبیر علی بلوچ - بلوچستان میں کتنے اضلاع ہیں۔

قائد ایوان - اضلاع ۱۱ ہیں۔

خان محمود خان اسپرکی - ایسا کھلا نہیں کہ پشتون اضلاع میں پشتون ڈپٹی کمشنروں

میسٹر صابر علی بلوچ - ۱۲ اضلاع میں ۷ پشتہ لائسنس کی کمزریں پھر بھی آپ مطمئن نہیں۔

میسٹر ڈی پی اسپیکر - اب غیر نشان زدہ سوال ہوں گے۔

۳۳- خان محمود خان اسپیکر - کیا وزیر داخلہ تیار ہیں گے کہ

- (الف) موجودہ مالی سال کے دوران ۳۱ مارچ ۱۹۷۳ تک صوبہ کے مختلف سب ڈویژنوں میں نے، سی صاحبان اور اضلاع میں ڈی سی صاحبان کو اسٹوکیس لائسنس کے لیے کتنی عرضیاں دی تھیں؟
- (ب) ان درخواستوں میں سے کتنی منظور اور کتنی نامنظور ہوئیں؟
- (ج) جو درخواستیں منظور ہوئیں ان کے پیش کرنے والوں کے نام، سکونت، قبیلہ، بھوانے کی تاریخیں اور منظور ہونے کی تاریخیں کیا ہیں اور اگر کسی کی سفارش ہے تو سفارش کنندگان کے نام کیا ہیں۔ ہر درخواست پر الگ الگ۔
- (د) جو درخواستیں نامنظور ہوئیں ان کے پیش کرنے والوں کے نام، سکونت، اور قبیلہ بھوانے کی تاریخیں اور نامنظور ہونے کی تاریخیں کیا ہیں۔ اور ان پر اگر کسی کی سفارش ہو تو سفارش کنندگان کے نام، سکونت، اور قبیلہ کیا ہیں۔
- (د) کیا یہ درخواستیں تحقیقات کے لئے پولیس، تحصیل کے آفیسروں یا کسی اور محکمہ میں گئی تھیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟

قائد ایوان -

درخواست ہار			تعداد درخواست موصول شدہ دوران مالی سال ۱۹۷۳ء تا ۳۱ مارچ ۱۹۷۳ء			نام ضلع
ذیر غور	نامنظور شدہ	ظہور شدہ	میزان	دفتر ڈی سی	دفتر ای سی	
۹۲۶	۳۰۶	۳۲۶	۱۵۵۸	-	۱۵۵۸	والف) کوٹہ پشیم
۳۴	-	۲۳	۵۵	۶	۲۹	دب) لورالائی

۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
-	۵۸	۸۲	۱۲۰	-	۱۲۰	ژوب
۲۲	-	۲۱	۲۶	-	۶۶	چابچی
-	۱۳۲	۱۳۰	۲۶۱۲	۳۳۲	۲۰۶۴	سبزی
۱۷۱	۴۳	۳۳۸	۳۳۲	۱۰۱	۲۳۴	کچی
۶۰	-	۸۵	۱۳۵	-	۱۳۵	قلات
۱۹	-	۱۵	۲۲	۱۰	۳۳	خاران
-	-	۲۸۰	۲۸۰	-	۲۸۰	سببہ

اس ضلع کے متعلق اطلاعات ایسی تکمیل نہیں مل سکیں۔

ج (۱) فہرستیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ فہرستیں ایوان کی میز پر رکھی گئی ہیں۔ فہرستیں ایوان کی میز پر رکھی گئی ہیں۔ فہرستیں ایوان کی میز پر رکھی گئی ہیں۔

د (۱) تقریباً تمام اصول شدہ درخواستوں پر پولیس، محکمہ مال کے افسروں یا متعلقہ محکموں کے افسروں سے تحقیقات کرائی گئی تھی البتہ جن درخواستوں پر فنڈ ادا کر کے پالے وغیرہ کی سفارشات تھیں، ان کی تحقیقات نہیں کرائی گئی۔

### ۳۵۔ خان محمود رضا چاکری۔

کیا وزیر ملازمتیہ و امور انتظامیہ بتلا سکتے ہیں کہ (الف) ان کے محکمہ میں دوران مالی سال کے دوران (۳ مارچ ۱۹۷۳ء تک) کتنے ملازم بھرتی کئے گئے ان کے نام، تعلیم، سکونت اور قبیلہ الگ الگ اور جن عہدوں پر وہ مقرر ہوئے ہیں ان عہدوں کے نام بتلا سکتے ہیں؟

ب (۱) اس دوران میں محکمہ میں عہدہ دار کتنے پشتوں ملازم رکھے گئے؟

ج (۱) اس دوران میں محکمہ میں کتنے ملازموں کو اوپر کے گریڈ یا درجہ (کلاس) میں ترقی دی گئی اور ان میں سے پشتوں کتنے تھے؟ ان کے نام، قبیلہ اور سکونت بتلائی جائے؟

د (۱) اس دوران میں کتنے ملازموں کی تنخواہ میں بیک وقت ایک سے زیادہ سالانہ ترقیاں دی گئی؟

اور کیوں ایسے بیک وقت ترقی پائے والوں کا نام، سکونت اور قبیلہ علیہ وعلیہ تبار جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ ایسے بیک وقت متعدد ترقیاں پانچولے ملازموں میں پشتوں کتنے تھے۔

(د) اس دوران میں اس حکم میں کتنے ملازموں کو بیک وقت یا زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے وقفے سے ایک سے زیادہ عہدوں پر ترقی دی گئی ایسے لوگوں کے نام، سکونت اور قبیلہ الگ الگ بتلایا جائے اور ساتھ ہی انکے سابقہ درجہ اور وہ درجہ جس پر ترقی دی گئی بتایا جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ ان میں پشتوں کے ملازموں کی تعداد کتنی تھی؟

## قائد ایوان

(الف) رواں مالی سال میں جریدی (درجہ اول - جوئیٹر) میں مندرجہ ذیل ملازم بھرتی کئے گئے

نمبر شمار	نام	قومیت	سکونت	تقسیم	ہجرتی ترقی کی گئی
۱	مشر واحد بخش	پنجاب	سکونت قبیلہ غسی ضلع کچی	بی۔ لے	پی۔ سی۔ ایس
۲	مشر غلام محمد تاج	پنجاب	سرآب ضلع کوٹلی	ایم۔ لے	پی۔ سی۔ ایس
۳	مشر مشیر احمد ظفر	ڈوئی سائل کل	کوٹلی شہر	ایم۔ لے	پی۔ سی۔ ایس
۴	مشر میرانی خان	پنجاب	شیرانی ضلع ڈوب	ایم۔ لے	پی۔ سی۔ ایس
۵	مشر امجد علی	ڈوئی سائل کل	کوٹلی شہر	ایم۔ لے	پی۔ سی۔ ایس
۶	مشر جاوید اقبال	"	"	ایم۔ لے	سیکشن آفیسر
۷	مشر محمد درانی	درانی	"	ایم۔ لے	معاون
۸	مشر محمد اقبال کیانی	ڈوئی سائل کل	"	ایم۔ لے	"
۹	مشر سلطان احمد	"	"	"	"
۱۰	مشر ابو الحسن	"	"	"	"

۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱۱-	عبدالرحمن	دزاق	سکند کوه	میرک	مصادون
۱۲-	سید طاہر حسین	دوی سائیکل	" "	بی. ای	"
۱۳-	محمد رمضان	خواجہ خیل	متونگ	"	"
۱۴-	محمد آصف	دوی سائیکل	کوئٹہ شہر	میرک	شینو گراف
۱۵-	محمد الحسن	" "	" "	"	"
۱۶-	غلام نبی	ہزارہ	سیدآباد (کوئٹہ)	"	جونپور کوک
۱۷-	محمد عینی	کاشی	کل محمدی (کوئٹہ)	"	"
۱۸-	نیم احمد	دھکساہل کوئٹہ	کوئٹہ شہر	"	"
۱۹-	فیروز محمد	" "	" "	"	"
۲۰-	محمد مصیم	ہزارہ	سیدآباد (کوئٹہ)	"	"
۲۱-	عبداللہ قمبرانی	قمبرانی بونج	قمبرانی کلی کوئٹہ	"	"
۲۲-	مسعود احمد	دھکساہل کوئٹہ	کوئٹہ شہر	"	"
۲۳-	عبدالرحمن بانیرزی	بانیرزی	منو جان روڈ کوئٹہ	"	"
۲۴-	حسین بخش	ہزارہ	سیدآباد کوئٹہ	"	"
۲۵-	ظہیر الدین	دوی سائیکل	کوئٹہ شہر	"	"
۲۶-	علی جان	ہزارہ	سیدآباد (کوئٹہ)	"	"
۲۷-	محمد ریاض	دو دیہاں	کوئٹہ شہر	"	"
۲۸-	حیدر علی	ہزارہ	سیدآباد (کوئٹہ)	"	"
۲۹-	محمد صادق	" "	" "	"	"
۳۰-	محمد شہید	دو دیہاں	کوئٹہ شہر	"	"
۳۱-	غلام مرتضیٰ	" "	" "	"	"
۳۲-	عبدالحمید	" "	" "	"	"

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۳۳-	غلام نبی	شاہ ہوانی	سکنہ کوئٹہ شہر	میرٹک	جوئیٹر کارک	
۳۴-	عبدالصمد	"	"	"	"	"
۳۵-	انجم پودین	ڈومیسائل	"	"	"	"
۳۶-	منیر احمد بید	"	"	"	"	"
۳۷-	آفتاب احمد	"	"	"	"	"
۳۸-	شاہ بخش	لاٹچہ بلوچ	"	"	"	"
۳۹-	سکنہ خان	کانسی	کلی عالم خان کوئٹہ	"	"	"
۴۰-	رمضان علی	ہزارہ	سید آباد کوئٹہ	"	"	"
۴۱-	محمد سلیم	ڈومیسائل	کوئٹہ شہر	"	"	"
۴۲-	ہروز علی	ہزارہ	سید آباد کوئٹہ	"	"	"
۴۳-	عبدالکریم	توڈنزی	مشوگ	"	"	"
۴۴-	مشاق حسین	ہزارہ	سید آباد کوئٹہ	"	"	"
۴۵-	افتخار حسین	ڈومیسائل	کوئٹہ شہر	"	"	"
۴۶-	نجین اسٹیفن	"	"	"	"	"
۴۷-	محمد بخش	بلوچ	"	"	"	"
۴۸-	جمہر خان	ترین	"	"	"	"
۴۹-	لال محمد	کارٹ پٹھان	"	"	"	"
۵۰-	محمد لطیف	ڈومیسائل	"	"	"	"
۵۱-	فدا حسین	ہزارہ	سید آباد کوئٹہ	"	"	"
۵۲-	مولاداد	کارٹ پٹھان	کچلاک	"	"	"
۵۳-	تاج محمد	ہزارہ	سید آباد کوئٹہ	"	"	"
۵۴-	نذر محمد	بلوچ	تسلات	"	"	"

۶	۵	۴	۳	۲	۱
جو نیئر کلرک	بیرک	سکنہ نوشکی	میٹل بوج	مہر علی	۵۵
"	"	مقونگ	"	محمد یار	۵۶
"	"	قلاٹ	"	عبدالقدوس	۵۷
"	"	کوٹہ شہر	ڈومی ساکن	محمد سعید	۵۸
"	"	"	"	جاوید ستود	۵۹
"	"	بھاگ کچھی	بوج	محمد یوسف	۶۰
"	"	کوٹہ شہر	ڈومی ساکن	سید طارق جاوید	۶۱
"	"	"	"	محمد رشید	۶۲
"	"	دال بندین	بوج نقرہ	محمد اکرم	۶۳
"	"	کوٹہ شہر	ڈومی ساکن	فقیر حسین	۶۴

(ب) دوران سال محکمہ ہذا میں ۲ (دو) درجہ اول - جو نیئر اور ۸ (آٹھ) درجہ سیمیم پستون ملازم بھرتی کئے گئے۔

(ج) روان مالی سال میں اٹھارہ مہر کاری ملازمین کو ۳۱ مارچ ۴۳ تک اوپر کے گریڈ یا درجہ میں ترقیاں دی گئی ہیں ان میں سے پانچ پستون ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ خان نصیب اللہ خان شیرانی ساکن ضلع ٹوبہ۔
- ۲۔ میٹر محمد اکرم خان غلزی۔
- ۳۔ ملک قائم خان کاکڑ۔
- ۴۔ میٹر علی محمد، خمبک۔
- ۵۔ میٹر عبدالعزیز جعفر۔

روان مالی سال میں مندرجہ ذیل اہلکاران کو درجہ اول (جونیئر) میں ترقی دی گئی تاکہ نام و کوائف درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام و سابقہ عہدہ	قومیت	سکونت	عہدہ جس پر ترقی دی گئی
۱-	مشر محمد رشید گنگوہی پیر پٹنٹ	بلوچ	سکڑ ضلع بی	پی۔ سی۔ ایس
۲-	مشر عبدالرشید شیخان	پنجاب	کوئٹہ پٹنٹ	"
۳-	آغا و باب شاہ	رضوی سندھ	"	"
۴-	مشر محمد علی جعفر نیئر سکیل سٹیٹو گراف	ہزارہ	"	"
۵-	مشر محمد حسن	"	"	"
۶-	مشر محمد حسین	"	سبھا ڈوئین	"
۷-	مشر منظور احمد	"	قلاٹ ڈوئین	"
۸-	مشر عبداللہ خان تحصیلدار	بلوچ	ضلع مکران	"
۹-	مشر منظور حسین سپرنٹنڈنٹ	ڈوئی ساکن لوکل	کوئٹہ ڈوئین	سیکشن آفیسر
۱۰-	مشر محمد اقبال دوم	"	"	"
۱۱-	مشر محمد شریف دوم	"	قلاٹ ڈوئین	"
۱۲-	مشر مقبول امانت قاضی	"	کوئٹہ ڈوئین	"
۱۳-	مشر محمد یوسف اسپنٹ	بلوچ	قلاٹ ڈوئین	سپرنٹنڈنٹ
۱۴-	مشر منیر احمد	ڈوئی ساکن لوکل	"	"
۱۵-	مشر ذوالفقار احمد	"	"	"

۱۶) روان مالی سال میں مندرجہ ذیل اہلکاران کو درجہ اول (جونیئر) میں ترقی دی گئی تاکہ نام و کوائف درج ذیل ہیں۔

۱۶-	مشر محمد اسلام سپرنٹنڈنٹ	آرڈیسیا کی لوکل	سکڑ کوئٹہ ڈوئین	سپرنٹنڈنٹ
-----	--------------------------	-----------------	-----------------	-----------

اس دوران محکمہ میں ۳۶ ملازموں کو اچھے گریڈ میں ترقیاں دی گئیں جو کہ درجہ سوم، ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اور جن میں ۱۰ پشتون ہیں۔

نمبر	نام و سابقہ عہدہ	قومیت	سکونت	عہدہ جس پر ترقی دی گئی
۱۶	عبدالصمد	پٹھان	کوئٹہ شہر	جونیئر سیکریٹری ٹرانسپورٹ گریڈ دوم
۱۸	محمد انور	ڈومیسائل	"	"
۱۹	عبدالحمید ترین	"	"	سینئر کلرک سے معاون
۲۰	نیک محمد	یسین زئی	"	"
۲۱	مرزا محمد واصل	ڈومیسائل	"	"
۲۲	عبداللہ بھڑا	"	"	"
۲۳	داد محمد بچئی	لوکل	ڈیرہ بچئی	"
۲۳	محمد عامر غلزی	پٹھان لوکل	"	"
۲۵	رجب علی	ہزارہ	سید آباد کوئٹہ	"
۲۶	حاجی شاہ پڑمگ آباد	"	مستونگ	"
۲۷	غلام حیدر	بلوچ	لوکل کوئٹہ	"
۲۸	علی نواز	"	لوکل سٹی	"
۲۹	محمد عالم	ہزارہ ہوتی	نوشکی	"
۳۰	حسین احمد	ہزارہ	کوئٹہ	"
۳۱	محمد حمید	"	کوئٹہ سید آباد	"
۳۲	جلال الدین عبدالجبار	قاصی	کوئٹہ	"
۳۳	سید حبیب اللہ شاہ	"	گلستان رکی	"
۳۳	عالی محمد	بلوچ	لوکل	"
۳۵	محمد عظیم	"	"	"

۱	۲	۳	۴	۵
۳۶	مختار احمد		ڈومی سائل کوٹہ	سینئر کراک سے معاون
۳۷	قائد بخش	خجک	بی لوکل	" " "
۳۸	محمد یوسف	بروہی	کوٹہ	سینئر کراک سے ترقی دی گئی
۳۹	سمندر خان		بی لوکل	" " "
۴۰	محمد اسلام		ڈومیاں کوٹہ شہر	" " "
۴۱	معری خان		بی لوکل	" " "
۴۲	رشید احمد	بروہی	کوٹہ لوکل	" " "
۴۳	رمضان علی	ہزارہ	سید آباد کوٹہ	" " "
۴۴	محمد ظاہر	بلوچ	لوکل	" " "
۴۵	انور علی	ہزارہ	سید آباد کوٹہ	" " "
۴۶	صالح محمد	خجک	بی لوکل	" " "
۴۷	محمد پونس	پٹھان	لوکل	" " "
۴۸	حفیظ اللہ	بروہی	"	" " "
۴۹	عبدالہی	"	"	" " "
۵۰	عبدالحق شاہ	"	"	" " "
۵۱	محمد انور	ہزارہ	"	" " "
۵۲	شبیر احمد		ڈومیاں کوٹہ	" " "
۵۳	اظہر خان		"	" " "
۵۴	محمد حفیز	کانسی	لوکل	" " "
۵۵	ایس پٹان مسطقی		"	" " "
۵۶	نصر الدین	پٹھان گلگت	"	" " "
۵۷	نسیم احمد	ہزارہ	سید آباد کوٹہ	" " "

۱	۲	۳	۴	۵
۵۸	نوازش علی	ہزارہ	سید آباد کوئٹہ	چند لاکھ سے سینہ لاکھ تک
۵۹	اختر علی	"	سید ڈھیا ٹیل	"
۶۰	احمد علی بیگ	"	سید آباد کوئٹہ	"

(۷) جواب نفی میں تصور کیا جائے۔

(۸) جواب نفی میں تصور کیا جائے۔

## تحریک التوا

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ خان محمود خان اسپکنی اپنی تحریک التوا پیش کریں۔

مسٹر محمود خان اسپکنی۔ جب ذیل معاملہ پر جو فوری اہمیت کا حامل ہے بحث کرنے کا فرض سے اسمبلی کی کارروائی سبک کر بحث کی جائے۔

واقعہ یوں ہے کہ تحصیلدار سہی نے سہی کے عوام کا راشن بند کر دیا ہے اس بہانے کے تحت

جنگ سال ۴۲-۴۳ء کا مالیہ جمع نہیں کرایا جائے گا اسوقت تک جرمانہ کے طور پر

چینی لگی اور آٹا راشن بند رہے گا علاقہ کے عوام کا موقف یہ ہے کہ مالیہ تو صرف مالکان ہانڈو

پر واجب الادا ہے جو تیس فی صد میں باقی شرفیہ عوام اہلکاروں، مزدوروں اور کسائیوں پر

شکل ہے۔ عوام کی غربت کی بنا پر اس سے پہلے وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ صاحبان نے

۴۲-۴۳ء کا مالیہ معاف کرنے کا بھی وعدہ کیا تھا۔ لیکن تحصیلدار سہی نے عوام کا جینا حرام

کر دیا ہے۔ ان حالات میں عوام میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک و زراعت - (سردار غوث بخش خان ریشیانی) جناب والا! میں نے ابھی اسٹینٹ کمنشنری سے اس سلسلہ میں دریافت کیا۔ (انہوں نے کہا کہ ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ اطلاع صحیح نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ سب کا راشن مندر کر دیا جائے۔ میں یقین دلاتا ہوں اور معزز ممبر سے کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک التوا واپس لے لیں کیوں کہ یہ اطلاع غلط ہے۔

مسٹر محمود خان چکری - وزیر صاحب تو اسکی تردید کہتے ہیں۔ لیکن مجھے ایک خط بتاتا ہے کہ علامہ جو کہ ایک عام آدمی تھے جن میں اس نے راشن بند کیے جانے کی وجہ سے شہریوں کو تکلیف ہے کا ذکر کیا ہے میرے خیال میں ایک عام آدمی کو نہ تو وزیر اعظم صاحب اور نہ ہی وزیر صاحب سے دشمنی ہو سکتی ہے اور ان کا مخالف ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہیرا درست ہو سکتا ہے۔

وزیر خوراک و زراعت - میرے پاس جو اطلاع آئی ہے وہ آخری ہے (FATEST) ہے۔ اور اسٹینٹ کمنشنری کی جانب سے ہے۔

مسٹر ڈی پی اسپیکر - مسٹر محمود خان آپکی اطلاع کو غلط قرار دینا گیا ہے اگر ایسے آپ کو کوئی لکھ ہو تو آپ اس سے میں تحریک التوا پیش کر سکتے ہیں۔ لہذا میں آپکی اس تحریک التوا کو خلاف منابطہ قرار دیتے ہوئے مسترد کرتا ہوں۔ اب کچھ اعلانات ہیں جو سیکریٹری صاحب پڑھیں گے۔

## مجالس قانوم نگری مجلس ارکان کا انتخاب

سیکرٹری (سید محمد اطہر) سات مجالس قائمہ / دیگر مجالس میں خالی نشستیں پر کرنے کے لئے ۱۱ جون ۱۹۷۳ء کو

دو بجے بعد دوپہر تک نائز ونگیاں طلب کی گئی تھیں۔ ان مجالس کے لئے حسب ذیل نائز ونگیاں وصول ہوئیں۔

- ۱۔ مجلس قائمہ برائے انتظام عامہ مس فقید عالیانی
- ۲۔ مجلس قائمہ برائے زراعت، خوراک
- ۳۔ مجلس قائمہ برائے صنعت، محنت، صحت  
دلوکل گورنمنٹ۔
- ۴۔ مجلس قائمہ برائے مال مالیات، ترقیات
- ۵۔ مجلس برائے تواضع، انضباط کار و متحان
- ۶۔ مجلس برائے سرکاری مواعید
- ۷۔ مجلس برائے ایوان و لائبریری

۴۔ چونکہ مس فقید عالیانی ۱۲ جون ۱۹۷۲ء دو بجے بعد دوپہر تک کسی مجلس کی امیدواری سے دستبردار نہیں ہوئے اس لئے انہیں ان مجالس کا رکن منتخب قرار دیا جاتا ہے۔

۳۔ بعض مجالس میں ایک ایک نشست اب بھی خالی ہے اس کے لئے مزید کاغذات نائز ونگی طلب کئے جائیں گے۔

## ضعفی بجٹ برائے ۱۹۷۳-۷۴ء

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اب ضمنی بجٹ پر بحث شروع ہوگی۔ مسٹر محو خان

مسٹر محو خان اسپیکر۔ محترم اسپیکر صاحب! بوجستان کا ضمنی بجٹ برائے ۷۳-۷۴ء

ہمارے سامنے ہے۔ اس میں چند باتوں سے مجھے اختلاف ہے۔ سب سے پہلی بات جسکی یہاں تفصیل بھی دی گئی ہے۔ "سفر خرچہ کی زیادتی" کے بارے میں ہے۔ اس میں کہا گیا ہے۔ سفر خرچہ کے قواعد اور اسکے تحت شرح کافی عرصہ پہلے مقرر کئے گئے تھے۔ اور حکم شرح آج کل کے سفر خرچہ کے لئے ناکافی تھی جسکی وجہ سے ترقیاتی اور غیر

ترقیاتی کاموں کی دیکھ بھال تسلیم بخش طور پر نہیں ہو سکتی تھی۔ مرکزی اور دوسری صوبائی حکومتوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس حکومت نے بھی یہ فیصلہ کیا کہ سفر خرچہ کے قواعد میں ترمیم کی جائے۔ اسکی وجہ سے مختلف درجوں کے تحت خرچہ میں اضافہ کرنا ضروری ہو گیا جس سے اخراجات بڑھ گئے، "یقیناً روپے کی قیمت میں کمی ہوئی ہے اور ہمارے ملازمین کو نئی شرح سے سفر خرچہ دیا گیا ہے۔ اس پر میرا اعتراض یہ ہے کہ اس غریب صوبے کو بجٹ جو پہلے ہی دوسرے صوبوں کی نسبت کم ملتا ہے۔ پر ایسا بوجھ ڈالنا اچھا نہیں ہے۔ مجھے علم ہے کہ ۱۳ ایسے افسران موجود ہیں جن پر اسلام آباد جانے اور پھر واپس لوٹنے پر مبلغ ۱۰۰۰ روپے کی رقم ایک طرف سے فی کس بطور سفر خرچہ ہو گی۔ تو سوال یہ ہے کہ ہیں (O-S-D) (افسران بکار خاص) کا کیا ضرورت ہے۔ کیا ہمارے پاس WELL QUALIFIED اور کام کرنے والے درجہ اول کے افسران موجود نہیں ہیں جو دوسروں کی نسبت اس صوبے کی ہر خدمت کے لئے بہتر طور پر کام آسکتے ہیں۔ بے شک ایسے افراد موجود ہیں۔ اس صوبے کے غریب عوام کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے خود علم ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ درجہ اول کے چودہ افسران ہمارے شہر کی بارونٹی سڑکیں اور فٹ پاتھوں پر حکم لگانے کا کام کر رہے ہیں۔ تو میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں افسروں کو ڈیپوٹیشن پر منگوانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور پھر ان کے آنے اور جانے پر مبلغ ۱۰۰۰ روپے سمیٹنے کی کس خرچہ آتا ہے۔ ان (O-S-D) افسران بکار خاص کا یہیں کیا فائدہ ملتا ہے۔ ان کی موجودگی سے ہمارے صوبے بلوچستان کی ترقی میں کیا مدد ملتی ہے؟ میں جانتا ہوں کہ بہت سے افسران بڑی ٹھاٹھ باٹھ سے دفتر میں تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کی طرح خاتر میں آکر ایک دو دو شخصانہ کے بعد گھر تشریف لے جاتے ہیں اور پھر روٹوں کے چکر لگاتے ہیں۔ میرا صرف یہی اعتراض تھا کہ یہ خرچہ ہمارے غریب صوبے پر ایک بوجھ ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ میرا دوسرا اعتراض یہ ہے جیسا کہ بجٹ کی تفصیل میں ہے۔

زائد رقم برائے مرمت عمارات، شاہرات مبلغ ۶۲ لاکھ روپے۔ اور کہا گیا ہے کہ۔

"یہ زائد رقم برائے مرمت شاہرات و عمارات اسلئے ضروری ہو گئے ہیں کہ ملک میں

روپے کی قیمت کم ہو جانے کی وجہ سے تمام اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اور غیر متوقع سیلاب،

بارش اور برفباری کی وجہ سے یہ کام ضرور کیا ہو گیا ہے۔"

جناب والا! مجھے علم ہے کہ پچھلے سیلابوں اور برفباری سے متاثر ہونے والے غریب افراد کی ایک

کسی رقم کی امداد نہیں کی گئی ہے۔ پشتون آباد کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ میں جانتا ہوں اور آج کے اخبار  
 زمانہ میں بھی اس کے متعلق آیا ہے کہ اس عریب آبادی والے علاقہ کے کچے مکانات ٹوٹ گئے ہیں اور  
 چھتیں گر گئی ہیں اور یہ متاثر لوگ شہر کے اسکولوں میں پناہ لینے کے لئے رکھے گئے ہیں اور ان لوگوں کو ابھی تک  
 ایک ٹیڑی پیسہ بھی منادضہ کے طور پر نہیں دیا گیا۔ جبکہ مدت وغیرہ کے لئے مبلغ ۶۲ لاکھ روپے کی خاطر رقم مانگی گئی ہے۔  
 ہو سکتا ہے کہ اس رقم سے جام صاحب کا بنگلہ مرمت ہوا ہو۔ لیکن کوئٹہ شہر میں مرمت اور شاہراہ وغیرہ بن رہی ہیں  
 مجھے یہ معلوم نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس پر ہم ۶۲ لاکھ روپے کی کثیر رقم خرچ کریں کیونکہ متاثرہ لوگ اس سے  
 فیض یاب نہیں ہو رہے ہیں۔

انگلی بات محکمہ پولیس کے لئے وائٹریس سٹ خریدنے کی غرض سے مبلغ ۱۸ لاکھ روپے کا خرچ دکھایا گیا ہے۔  
 جناب والا! مجھے یقین ہے اور یہ ضروری بھی ہے کہ نظم و نسق جلانے کے لئے اور صوبے کی پولیس کو اعلیٰ کار  
 کردگی کا مظاہرہ کرنے کیلئے جدید آلات سے لیس کرنا بہت اچھا کام ہے۔ لیکن یہاں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس شہر میں جو کہ  
 صوبے کا دار الحکومت ہے۔ پولیس کی کارکردگی کچھ نہیں ہے اور ہمیں شک پڑتا ہے کہ ۱۸ لاکھ روپے کی رقم سے ہم  
 پولیس کے لئے وائٹریس سٹ کیوں منگوائیں۔ اسکی بڑی مثال ہمارے سامنے ہے کہ پچھلے دنوں میں جب ہمارے  
 وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے غیر ملکی سفیروں کو بلوچستان کا دورہ کرنے کی دعوت دی تھی اور مرزا مہاؤن کے  
 آنے پر باوجودیکہ اس شہر میں پولیس کا بھاری پہرہ تھا۔ اور یہ اسکی ذمہ داری تھی کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ وقوع  
 پذیر نہ ہو اور صوبے کی حکومت بدنام نہ ہو۔ پھر بھی آپ کو یاد ہوگا کہ جب ہم ریڈیو ٹیس میں تھے میں مشکور  
 ہوں مکران کے حجاب لا پارٹی کا اتنا زور کا ڈھول بجایا کہ ڈائنامائٹ کا دھماکہ اس شور کی وجہ سے ہم لوگوں نے زسنا  
 ورنہ گیارہ بجے شہر کی لٹن روڈ پر پولیس کی موجودگی میں ڈائنامائٹ کا پھٹنا اور کسی ملزم کا گرفتار نہ ہونا یہ اس بات کی  
 نشاندہی کرتا ہے کہ اگر یہ پولیس رہی اور یہی کارکردگی رہی تو اسکو آپ کسی چیز سے بھی لیس کر دیں تو انکی کارکردگی  
 نہ ٹرھے گی۔ اگر وہ ڈھول نہ بجتا تو وہ آواز ریڈیو ٹیس میں ہمارے سفیر صاحب سنتے تو ہمارے سفیر صاحب وہی  
 کچھ سمجھتے جو وہ آئے دن سن رہے ہیں کہ بلوچستان کے حالات خراب ہیں۔ شہر میں دس ساڑھے دس بجے ایسے  
 دھماکے ہوتے ہیں۔ ہماری پولیس پارٹی مزے سے بیٹھی ہوئی ہے۔ آج تک کوئی گرفتاری نہیں ہوئی ہے۔ کوئی  
 سراغ نہیں مل سکا کہ یہ ڈائنامائٹ کہاں سے آتے ہیں کون لاتا ہے ابھی تک یہ پتہ نہیں چلا کہ یہ کس کے ایما پر  
 کام ہو رہا ہے۔ یہی حال عبدالعزیز خان ایچکزی کا ہوا یہی حال مولوی شمس الدین کا ہوا۔ عبدالصمد کو کوئٹہ شہر میں

ہم چھیکر قتل کیا گیا اچھا تک معلوم نہیں کہ وہ کیسے ہوا، کس لئے ہو۔ جناب و لا لا! آپ بیٹنگ اٹھارہ لاکھ نہیں ہیں لاکھ خرچ کر دیں اگر بھی کارکردگی رہی تو کیا فائدہ۔ منظم کیوں نہیں مل رہے، جیسی دن سیر صاحبان ہمارے جہان تھے اس دن میں نے پولیس کے ذمہ دار افسران کو ڈانس کرتے ہوئے دیکھا اور اس وقت کوڑہ شہر میں ڈانٹا بیٹ کے دھماکے ہو رہے تھے کہ حکومت کو ناکام بنایا جائے۔ میرا اعتراض یہ ہے کہ محکمہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔ اگر عبدالصمد کے قتل کے بارے میں یہ کہیں کہ انہیں اتھارٹات تھی معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کیسے ہوا اور کون گویا۔ شمس الدین کے کیس میں وقت معلوم ہے، جگہ معلوم ہے آدمی معلوم ہے اسکو معلوم ہے۔ ہاؤسنگ پولیس بالکل بے بس ہے۔ صوبے کے ذمہ دار لوگوں سے میں نے یہ باتیں کیں اس وقت جب شمس الدین کا قتل ہوا ان کی باتیں میں آج تک سنتا ہوں، مجھے افسوس ہے کہ کبھی ایس اتنی اخلاقی صحت نہیں کہ وہ حقائق کا پردہ ہٹا کر کے یہ حقیقت بتا دیں کہ ذمہ دار نے کہا فلاں نے کرایا اور ہماری رپورٹ یہ ہے۔ سارے خاموش ہیں چپ بیٹھے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ قاتل افغانستان بھاگ گیا ہے۔ بھائی اگر افغانستان بھاگ گیا ہے تو کوئیٹہ میں انکا کونسل ہے اسلام آباد میں ان کے نمائندے بیٹھے ہیں۔ ان سے بات کریں، ان سے رابطہ قائم کریں۔ اگر افغانستان ہمارے قاتلوں کا سٹر ہے تو ہم بھی انہیں کچھ کہہ سکتے ہیں۔ اس کے لئے ان سے ابھی تک کسی نے پوچھا ہی نہیں کہ شمس الدین کا قاتل کہاں ہے یہ کسی نے ابھی تک جاننے کی کوشش بھی نہیں کی کہ شمس الدین کیوں مرا کس نے مروایا۔ ہماری پولیس پر آپ اٹھارہ لاکھ خرچ کر کے آپ کیا کریں گے۔ یہی کارکردگی رہی تو اس پر خرچ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ یقین کریں کہ ایک پولیس افسر سے میں نے شمس الدین کے قتل کے بارے میں پوچھا اس نے کہا کہ میں کیا کروں میرے ساتھ اس نے ایسے غلط قسم کے الفاظ استعمال کئے کہ ہماری پولیس خراب ہے اب ایسی خراب پولیس جو خود اقرار کرتی ہے کہ ہم کام نہیں کر سکتے ان پر لاکھوں روپے خرچ کرنا اس صوبے پر بوجھ ہوگا۔ اس صوبے میں بہت پولیس افسران موجود ہونے کے باوجود کبھی کی جان و مال کی حفاظت نہیں۔ دن دھاڑے بددعاٹیاں ہوتی ہیں لوگوں کو لوٹا جاتا ہے۔ وزراء صاحبان کے بنگلے کے سامنے منگس صاحب نے خود بھی کہا تھا کہ ان کے بنگلے کے ساتھ کسی نے ڈائنامائٹ پھینکا۔ بس میری یہی گزارش ہے کہ ہمارے وزراء صاحبان کے لئے ہمارے صوبے کے عزیز عوام کے لئے انکو دلچسپی لینا چاہیے۔ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی کسی کے کان نہیں کھینچے گئے یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ میں انہیں الفاظ پر یہ تقریر ختم کرتا ہوں۔

## میر شاہنواز خان شاہلیائی - جناب والا ! یہ ضمنی بجٹ خدا کرے بوجہ جتن کے عوام کے لئے مفید

نماہت ہو۔ ایسا نہ ہو کہ جیسے مثال ہے کہ کھانے کے بھگوان اور دیکھنے کے بھگوان۔

جناب والا ! میں ایک دو باتیں عرض کر دینا چاہتا ہوں پہلا سفر خرچ کا ہونا ضروری ہے۔ مگر یہ ان اہلکاروں کے لئے ہونا چاہئے جو بے چارے یہ خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمارے وزراء صاحبان اس خرچ سے مستثنیٰ قرار دیئے جائیں۔ ان کو یہ لینے کی کیا ضرورت ہے اور انکی تنخواہ میں مہنگائی الاؤنس کا اضافہ کیا جائے کیونکہ ضرورت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے بلڈنڈ منگوائے ہیں یہ بہت اچھی بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ آئیں گے تو تقسیم کیسے ہوں گے۔ اسکیلے معروض کرونگا کہ ہر ایک علاقے کے فائدے کو دیکھ کر تقسیم کئے جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی ایک علاقے میں چلنے رہیں باقی علاقوں میں معلوم ہی نہ ہو کہ کچھ بلڈنڈ منگوائے گئے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہر علاقے کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر تقسیم کئے جائیں۔

تیسرا۔ پولیس کے واٹر لیس خرچ کے متعلق ہے تو یہ بھی بہت ضروری ہے۔ پولیس فیر اسٹو کے کیسے کام کر سکے گی۔ میں اس کے لئے معروض کرونگا کہ واٹر لیس کے ساتھ ساتھ ان کے لئے گاڑیاں بھی ہونی چاہئیں۔ ہر ایک تھانے کے لئے ایک ایک گاڑی ہونی چاہئے۔ چونکہ کٹرز کے نکالنے کے بارے میں ہے یہیں معلوم نہیں ہے کہ کب رکھے گئے اور کب نکالے گئے۔ خدا کرے کہ یہ بھی کوئی سیاسی راز نہ ہو۔ باقی اس سلسلے میں یہ عرض کرونگا کہ ایک لاکھ پچاس ہزار چار سو بیس (۱۸۵,۴۲۰) تو چار سو بیس (۲۲۰) کا ہندسہ نکال دینا چاہئے اور میرے خیال میں کوئی کٹرز سے برداشت نہیں کریگا۔ اگر رکھنا تو ہمارے ہی میں اسکو نہ رکھیں۔

## میر صاحب علی بلوچ - جناب اسپیکر ! دو کوڑ تیرہ لاکھ پنڈہ ہزار آٹھ سو پنڈہ لاکھ (۸۱۵,۸۱۲) کا

کا جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ یقیناً متعلقہ وزیر صاحب نے کافی سوچ بچار کے بعد اور اپنی مشکلات کو دیکھ کر بجٹ پیش کیا ہے۔ لیکن میں صرف یہ کہوں گا کہ مہنگائی الاؤنس، سفر خرچ کے تو بعد میں تو ہم زرعی تحقیقی ادارے کی سکیم جو امداد سے پوری کی جاتی ہے ۱۵۰ بلڈنڈوں کی خریداری پر کسٹم نامہ رقم برائے شہرات ان پر لاکھوں روپے بڑھائے گئے ہیں تو جناب میں اپنے قائد اور اپنی پارٹی کے حیرت میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کو اس صوبے کے غریب عوام کی جانب سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں

بوجہ تان کے لئے بلیک چیک دیتا ہوں اور یہ ہمارا فرض ہے کہ وہ ہم سے جس طرح تعاون کر رہے ہیں وہ دوسرے مولوں کا حق ماکر نہیں فنڈز فراہم کر رہے ہیں۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس فنڈ کو بے دردی سے ضائع نہ کریں بلکہ ہم اپنے آپ کو اس چیز کا اہل سمجھیں اور اپنے چیرمین اور پاکستان کے دوسرے مولوں کے لوگوں کو یہ تاثر دیں کہ ہم اس چیز کے اہل ہیں اور ہمیں جو فنڈ ملتا ہے وہ اس ملک کے غریب عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کریں جناب الامکان کے علاقے میں پچھلے سال جو سیلاب آیا تھا اور جاؤ کے علاقے میں وہاں کے تخریب کاروں نے ان علاقے کے غریب لوگوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ پچھلے دنوں کی بات ہے ایک جگہ نہیں بلکہ دس ایسے کیس ہیں کہ وہاں کے تخریب کار وہاں کے مولتی چرا کر لے گئے ہیں۔ اور وہ اپنی حفاظت کس طرح سے کر سکتے ہیں نہ کوئی ایسی چیز ہے وہ جس سے اپنی حفاظت کریں۔ وہ غریب لوگ ہیں اور اسکے برعکس قانون شکن لوگ جدید قسم کے ہتھیاروں سے لیس۔ اور میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جام صاحب نے خود فرمایا کہ یہ جدید اسلحہ سے مسلح ہوتے ہیں۔ جناب والا میں یہ کہوں گا کہ اگر ضرورت ہے تو اس وقت ان غریب لوگوں کی امداد کی ضرورت ہے کہ جسے بچوں کی گذر اوقات صرف بھٹ کر بکریاں پالنے سے ہے اگر انکی امداد کی جاتی تو میں بھی خوش ہوتا وہ غریب لوگ بھی خوش ہوتے اور بلوچستان کے کونے کونے میں اسکو سراہا جاتا۔

جناب والا جہاں تک پولیس کے لئے رقم رکھی گئی ہے واٹر لیس سیٹ وغیرہ کے لئے ہے جیسا کہ جناب محمود صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ امن امان کی صورت حال ہم سب کے سامنے ہے پولیس افسران بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ ان کے پاس آلات نہیں ہیں انکے پاس ضرور واٹر لیس سیٹ بھی ہیں اور جدید قسم کی مشینری بھی ہے اسکے باوجود بھی وہ امن امان قائم کرنے میں بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔

جناب والا۔ محمود صاحب نے کہا تھا کہ باہر سے آئے سفر کی موجودگی میں ڈائنامیٹ کے دھماکے ہوئے تھے لیکن مکران کے ڈھول نے اس کی آواز کو دہرایا۔ انہوں نے کہا کہ یہ احسان ہے مکران کے لوگوں کا کہ جنہوں نے اتنا زبردست ڈھول بجایا۔ جناب والا۔ تو مکران کے لوگ جانتے ہیں اور ڈنکے کی جوت پر بجاتے ہیں اور آپ صرف اس بات پر احسان مند نہ بنیں اور کہیں کہیں میں کہ جن سے آپ سکائیوں کے ممنون ہیں۔ لیکن بہر حال میں بالکل طول نہیں دینا چاہتا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ وزیر احب نے جو بجٹ پیش کیا ہے۔ بہر حال ان کے بھی کچھ مسائل ہیں میں انکو بھی سمجھتا ہوں لیکن اگر آئندہ کوئی ایسی بات ہو تو ہمارے چیرمین جناب ذوالفقار علی جتوئی کے اصولوں کو مدنظر رکھیں اور اس ملک کے غریب لوگوں کی بہتری کے لئے کچھ کیا جائے اس غریب طبقہ کے لئے

کچھ کیا جائے اس ملک کے عزیز طالب علموں کے لئے کچھ کیا جائے، ان کے وظائف بڑھائے جائیں اور ان کو مالی امداد دی جائے اور عزیز لوگوں کے لئے، جو وہاں کے لئے گشتی ڈسپنسریاں قائم کی جائیں اور میں وزیر مملکت صاحب کی خدمت میں عرض کر دنگا آئینہ بجٹ میں عزیز محنت کش لوگوں کو نہ بھولنا چاہیے۔

**وزیر صحت -** (مولوی محمد حسن شاہ) جناب والا! میں صرف دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک

بات تو شاہیانی صاحب نے فرمایا ہے کہ وزرا اور افسران کے لئے خرچہ کم کیا جائے اور انکو ضرورت نہیں۔ جب وہ کراچی، لاہور جائیں تو داشت وغیرہ پر رات گزار لیں تاکہ خرچہ کم ہو جائے میں صابر صاحب کو بھی یاد دیتا ہوں کہ افسروں کے لئے بھی ضروری ہے۔ جو روٹی انکو مل گیا ہے وہ غریبوں سے ملی ہے یہ نا انصافی ہے اور اسکو دور کیا جائے وہ مجبور ہوتے ہیں اور تنگ ہوتے ہیں۔ مرد وہ ہے جو بھوک میں بھی رہے اور شرک پر بھی سو جائے۔ مگر غریبوں کو تنگ نہ کریں۔ (تالیان)

**قائد ایوان -** (جام میر غلام قادر) جناب والا! میں نے اپنے معزز ممبران کی تعاریر سنیں اور میرے

معزز دوستوں نے بلوچستان کے متعلق اور امن و امان کے متعلق بہت کچھ کہا ہے۔ میں اس سلسلے میں اس ایوان کے سامنے وہ باتیں بتلانا چاہتا ہوں جو حقائق ہیں بلوچستان کے اور اس خطہ کے امن و امان کی صورت حال کو۔ وہ کس طرح سے پیدا ہوئے اور کیسے پیدا ہوئے بقسمتی سے اس صوبے کے وہ افراد جو اپنے آپ کو صرف اس بلوچستان کے اندر نہیں بلکہ پاکستان میں اپنے آپ کو جمہوریت کا چیمپئن سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو ڈیکو کر لیتی کا چیمپئن سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عوام کے استحصال کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن اگر آپ غور سے اس چیز کا مطالعہ کریں اور دیکھیں تو اس معاملہ کا نہ صرف اس ایوان بلکہ بلوچستان کے عوام کو معلوم ہو جائے گا کہ ڈیڈیاری کن پر اور کس طرح سے عائد ہوتی ہے۔ بلوچستان میں پہلے جو انتخابات ہوئے تھے اس انتخاب کے نتائج بھی ہمارے سامنے ہیں۔ اس وقت ہمارے نہیں ایک ملک کے اخبار میں خط پڑھا ہے بلکہ بزرگ ساتھی اور بڑے دانشور صحافی نے یہ تاثر دیا اور لکھا ہے کہ عطاء اللہ مینگل، غوث بخش بونجو اور خیر بخش مری کو اپنی طاقت پر بھروسہ ہے لیکن اسکے برعکس جام صاحب، ریسیانی صاحب، اور مگسی صاحب کو دوسروں کی طاقت پر یقین ہے تو انکو میں یہاں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انسان بذات خود کما ہے۔ لیکن مجھے اپنے اللہ تبارک و تعالیٰ پر گھنٹہ ہے۔ اور ان

جمہوریت پسند اور جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر انکو بلوچستان حکومت اور اقتدار مل جائے تو اس موہ سے لوگوں کا استعمال ختم ہو جائے اور ظلم، تشدد، بربریت ختم ہو جائے مگر نہ نہیں۔ بلوچستان کے عوام بلوچستان کے ریورٹ جرنلے والے اور غریب عوام جانتے ہیں کہ وہ انکے زمانے میں استعمال سے محفوظ نہ رہے۔ جب نیپ کی حکومت برسر اقتدار تھی انکا استعمال جاری تھا۔ اور استعمال کا دور دورہ تھا۔ میں اسکی مثالیں پیش کر سکتا ہوں اور حقائق بیان کر سکتا ہوں۔

جب پاکستان معرض وجود میں آیا اور یہ لادمال پاکستان بنا یہ افراد نہیں چاہتے تھے کہ پاکستان کو استحکام ہو۔ پاکستان کو قائم ہونے کوئی سال ہو گئے لیکن وہ خواہش کر رہے تھے کہ پاکستان کسی طرح سے کمزور ہو جائے اور پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہوں تاکہ وہ اس موہ میں اپنی الگ حکومت قائم کریں۔ یہی لوگ اب کیا کر رہے ہیں۔ صرف لس بیلہ میں نہیں مکران میں بسوں کو لوٹا جا رہا ہے دیگر علاقوں میں بچوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔ اور غریب بہنوں کو قتل کیا جا رہا ہے تو یہ کون کر رہے ہیں کس کے واسطے ہو رہے ہیں، سب جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ داستانیں ان باتوں سے بھر پور ہیں۔ ہم سب اس بلوچستان کے باشندے ہیں۔ اگر ان میں ہمارے وہ عقلمند دوست جنکی گریٹاں ہمارے سامنے خالی نظر آرہی ہیں یہ کبھی اس ایوان میں حزب اقتدار کے بچوں پر ممکن تھے۔ انہوں نے عوام کے ساتھ بہت وعدے کئے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے کبھی ظلم نہیں کیا ہے اور ہم نہ آج بلوچستان کے غریب عوام کا استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ کل ایسا کریں گے۔

آج بھی ان کے ایک اخبار میں لکھا ہوا ہے کہ بلوچستان صرف تین افراد کا نام ہے اور کہتے ہیں کہ اگر یہ تین آدمی نہ ہوں تو بلوچستان نہیں رہے گا۔ میں کہتا ہوں کہ صرف یہی تین بلوچستان نہیں ہیں بلوچستان میں لس بیلہ کا علاقہ ہے ریشائی قوم ہے پٹھان بھی رہتے ہیں مکران اور خاران کے لوگ بھی یہاں بستے ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ سارے بلوچستان کی تقدیر کا فیصلہ ان تین آدمیوں کے ہاتھ میں ہے نہیں ایسا نہیں ہے۔ یہ غلط ہے یہاں کے عوام اپنے دوست اور دشمن کو پہچان چکے ہیں۔ بلوچستان کے عوام نے انکے گس قتلہ ظلم اور تشدد کو برداشت کیا ہے آپ کے سامنے جمل جھاڑ کی مثال ہے۔ لس بیلہ کی بات نہیں کروں گا شاید یہ کہا جائے کہ لس بیلہ میرا علاقہ ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ جھاڑ کے لوگوں سے کہا گیا کہ اگر تم ہمیں دوٹ دو اور ہم برسر اقتدار آگئے تو ہتھیاروں کو ہٹا کر رکھو۔ آج وہاں کے لوگوں سے پوچھیں کہ انکا کیا حال کیا گیا ہتھیاروں کو ہٹانے کے بعد ہمیں آنکھوں

سزائے موت دی گئی مگر سزائے موت دینا صرف عدالت کا کام ہوتا ہے مگر انہوں نے لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے مارا۔

یہ باتیں ذرا غور سے سننے کی ہیں اور پھر آپ غور فرمائیں کہ بلوچستان میں ایک قوم ذکر کی کہلاتی ہے۔ ان حضرات نے اُن سے کہا کہ اگر تم ہمکو دوٹ دوٹ گے تو ہم برسرِ اقتدار آکر سارے بلوچستان میں تمہارا دین نافذ کر دیں گے۔ آج بھی یہی ہے ان کے ارد گرد کون لوگ ہیں؟ یہ بھی ایسے ہی آدمی ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ مجبور ہیں یا ناسمجھ ہیں۔ آخر امن پسند عوام کے ساتھ یہ تشدد کیوں کیا جا رہا ہے؟

میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اب ایسے لوگوں کا وقت گزر چکا ہے۔ ظالموں اور تشدد کرنے والوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی نہ سمجھا جائے کہ یہ حکومت ان سے گھرائی ہے یا خوف کھاتی ہے بلکہ یہ حکومت عوام پر ظلم کرنے والوں اور تشدد پسند لوگوں کا مقابلہ کرے گی ضرور ان کو اس ظلم کی سزا دی جائے گی۔

(تسخیر و آفرین)

جناب والا! ہمارے ایک بڑے اور معزز رفیق کار اور ساتھی عبدالصمد خان اچکزئی شہید کی گم سے جدا کر دیا گیا۔ آپ اس اسمبلی کی روٹیاں کھاتے ہیں اور دیکھیں کہ ہمارے مروجہ دوست کا کیا طریق کار رہا۔ اگر انہوں نے کبھی کوئی غلط کام دیکھا ہمیشہ اسکی مخالفت کی۔ انہیں بہیمانہ طور پر قتل کر دیا گیا۔ مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے ہمیشہ حق بات کہی تھی اور حق پرستوں کی حمایت کی تھی اور کبھی بھی ظلم اور تشدد کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ہم عوام پر ظلم اور تشدد کرنے والے نہیں ہیں اور عوام کا استحصال ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے انہوں نے ہمارا ساتھ دیا تھا۔ کیونکہ وہ ہمیں حق پر سمجھتے تھے۔ میں جناب عبدالصمد خان شہید کو سلام کرتا ہوں اور انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے نہ صرف ہمارا ساتھ دیا بلکہ انہوں نے حق پرستوں اور انصاف کا ساتھ دیا۔ اور وہ ایسے لوگوں میں سے ہیں جو ہمیشہ زندہ رہیں گے وہ اپنے عمل سے یہ بتا چکے ہیں کہ ظالم اور تشدد کرنے والوں کی موت ہو سکتی ہے مگر حق پرستوں کی موت ہرگز نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! جہاں تک پولیس کو وائرلیس سٹ مہیا کرنے کا ذکر ہے۔ تو پولیس کو ناکارہ بنانے والے کون ہیں۔ جب نیپ کی حکومت برسرِ اقتدار تھی انہوں نے تربیت یافتہ پولیس کو واپس بھجوا دیا۔ یہاں تک تو ہم اتفاق کرتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے صوبے کے لوکل لوگوں کو روزگار ملے۔ لیکن تربیت یافتہ اور باضابطہ پولیس کو واپس کرنے کی وجہ سے آج ہمارے پاس نئی پولیس ہے اور یہ لازمی ہے کہ نئے بھرتی شدہ عملے میں

تعلق نہیں ہوگا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک اچھا سپاہی صرف ایک دن میں یا تین دنوں میں مکمل تربیت حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ اسکے لئے ٹریننگ اور ضابطہ جاننا ضروری ہے جسکے لئے مدت درکار ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ میں بتلچا ہتا ہوں کہ انکی اس پالیسی کا شکار نہ صرف پولیس والے ہوئے بلکہ سول عملہ بھی اسکا شکار ہو گیا۔ اور اس طرح جب بدعت پیدا ہو جائے تو حکومتوں میں بدعتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وائرس سسٹم خریدنے پر اعتراض صحیح نہیں ہے۔ اسکا مقصد صرف یہ ہے کہ صوبے کی پولیس کو بروقت اور صحیح اطلاع مل سکے اس لئے ضروری ہے کہ پولیس کو ایسے جدید آلات سے لیس کیا جائے آپ خود اندازہ کریں کہ ہمارا صوبہ بلوچستان ایک لاکھ اسی ہزار مربع میل کے رقبہ پر مشتمل ہے۔ اگر صوبے کے دھندراں علاقوں میں وائرس کی سہولتیں میسر نہ ہوں تو پولیس کو اطلاع بہم پہنچنے کا نظام درست نہیں رہ سکتا۔ جبکہ رسل و رسائل کی بھی تکلیفیں ہوں۔ باقی یہ کہنا کہ تمام بلوچستان کا نظام پولیس کے حوالے ہے یہ بات صحیح نہیں ہے ہمارے اس صوبے میں مختلف نظام ہیں۔ چند مخصوص جگہوں پر پولیس رکھی گئی ہے اور ہماری یہ کوشش ہے کہ لائیڈ آرڈر (امن وامان) کو اس قدر مضبوط کیا جائے اور اس مقصد کے لئے اگر ہم پولیس کو صحیح معنوں میں منظم کریں تو بے جا بند ہوگا۔ میرے دوست صابر علی بوزج نے کہا ہے کہ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے صوبہ بلوچستان کے عوام کے لئے کافی رقم مہیا کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ انہوں نے نیپ کے دور اقتدار میں بھی بلوچستان کے لئے کافی رقم یعنی ۸ کروڑ روپے دیئے تھے۔ تاکہ وہ لوگ اسکو عوام کے فلاح اور بہبود پر خرچ کریں۔ مگر انہوں نے صوبے کے عوام کا بہتری کی بجائے ان پر لشکر کشی کر دی اور دیہی محافظوں پر رقم خرچ کی۔ اور مکران کے بارے میں۔ میں معزز نمبر کو یہ یقین دلاتا ہوں اسکے لئے عرض ہے کہ نہ صرف مکران بلکہ ہر ایک کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائیگا۔ ہر ایک کے ساتھ برابری کا سلوک رکھیں گے۔ مؤثرہ جو بجٹ آئیگا تو صحیح معنوں میں اس پر غور آمد ہوگا۔ جبکہ ہم اس اسمبلی میں دوبارہ بیٹھیں گے تو مجھے امید ہے کہ اس اسمبلی کا ہر رکن یہ کہنے پر فرخوس کریگا کہ انکی اپنی حکومت نے کسی علاقے کو نظر انداز نہیں کیا۔

جناب والا: جہاں تک سفر خرچہ کا تعلق ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت اخراجات کتنے بڑھ چکے ہیں اور جب اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ روزمرہ کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں پھر حکومت یہ ضروری سمجھتی ہے کہ اس میں اضافہ کیا جائے۔ تاکہ جو لوگ سفر پر جاتے ہیں وہ اخراجات کو صحیح طور پر برداشت کر سکیں۔ جہاں تک محو صاحب نے کہا ہوا ہے کہ سول سروسز کو بلوچستان سے باہر بھیجنے سے روکا جانا العبتہ ہم اس میں شریک

مردرتھے مگر وہ افسران کسی اور کی حکومت میں باہر چلے گئے تھے۔ جب مجھے موقع ملا آپ کے تمام کے تمام افسران جو بلوچستان کی ملازمت میں تھے میں نے فوری طور پر ان تمام کو بلوچستان طلب کیا یہ وہی افسران تھے جن کو کسی حکم کے تحت برطرف کیا گیا تھا۔ لیکن اس حکومت نے سمجھا کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے تو ایسے افراد کو موقع ملنا چاہئے کہ وہ اپنی صفائی پیش کر سکیں۔ آپکی حکومت نے نہ صرف انکو دوبارہ بحال کیا بلکہ ان میں ایسے افراد بھی ہیں جن کو گذشتہ آسامیوں سے اونچی آسامیوں پر تعینات کیا گیا۔ آپ کی موجودہ حکومت قطعاً کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں برتے گی۔ ہمارا ہر کام انصاف پر مبنی ہو گا۔ اور انصاف ہی ہمارا طرہ امتیاز ہو گا۔ جناب والا! جہاں تک تعمیرات کا تعلق ہے آپ کی سڑکوں کا تعلق ہے۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے ہر رکن مجھ سے اتفاق کریگا اس وقت اخراجات اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ ٹھیکیداروں نے حکومت کو نوٹس دیا کہ اگر ہماری رقم نہ بڑھائی گئی تو ہم آٹھ تا بیس سال سے کام بند کر دیں گے۔ ہم نے اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی اور اس کمیٹی نے ان تمام اخراجات پر غور کیا اور وہی کچھ کیا گیا جو دونوں فریقین کے درمیان قابل قبول ہوا۔ جناب والا میں اس ایوان کا اور معزز ممبران کا وقت زیادہ نہیں لینا چاہتا۔ مجھے ہر رکن سے قوی امید ہے کہ یہ جو ضمنی بجٹ ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس سے اتفاق کرتے ہوئے اسے منظور فرمائیں گے۔

(تالیماں)

وزیر صحت -

جناب والا! جو یہ جام صاحب نے .....

سٹرٹ پی اسپیکر - مولوی صاحب آپ بیٹھ جائیں آپ پہلے بول چکے ہیں۔

سٹرٹ محمود خان اسپیکر - وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

وزیر صحت - پوائنٹ آف آرڈر۔ جام صاحب نے عبدالعزیز خان اسپیکر اور مولوی شمس الدین کے

قائموں کے متعلق فرمایا ہے۔ اخبار وائے لکھتے ہیں کہ وہ طرم افغانستان فرار ہو گیا ہے۔ ایک نکتہ بیجا احتیاجت پیش کر رہا ہوں کہ حکومت پر بھی یہ ذمہ داری آتی ہے مگر میں آپ کو یہ سنا نا چاہتا ہوں کہ مسلم حکومت میں

مسلمانوں پر جب کوئی مشکل وقت آیا تو اس وقت ایک صاحب کے کان میں درود ہو گیا اور دوسرے کا کچھ  
 ہیں۔ جب سقوطِ طرہا کہ پیش آیا یا کوئی اور معیبت پیش آئی تو عطاء اللہ منیگل اور ولی خان کو  
 بدن اور آنکھ کے مرض نکل گیا۔ تو ان صاحبان کا علاج لندن ہی میں ہوتا ہے۔ پاکستان میں انکا کوئی علاج  
 نہیں کر سکتا۔ بظاہر یہ مرض جو انکو آیا تھا یہ مرض ذہن کا تھا یہ ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازش تھی۔  
 اب ولی خان صاحب آنکھ کا علاج کرنے گئے ہیں اور کابل میں بیٹھے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مرزا یوں  
 کا قصہ شروع کرا دیا ہے۔

طرہ محمود خان اچکرنی۔ آپ نے نیپ کا ساتھ کیوں دیا تھا۔

وزیر صحت۔ اب یہ مفتی صاحب سے میں پوچھتا ہوں کہ اُس زمانے میں آپ یہ بھول گئے تھے کہ  
 مرزا یوں کو اقلیت قرار دیا جائے جب آپ نیپ میں تھے۔ اس وقت یہ دین اسلام، قرآن مجید بھول  
 گیا تھا کہ ناکان..... وخاتم الانبیاء  
 اب ہی آپ کو سب کچھ سوجھا ہے۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی تک ہم اس معاملے میں ہیں کہ یہ پوائنٹ  
 آف آرڈر کس مسئلے پر ہے۔

طرہ ڈیٹی اسپیکر۔ مولوی صاحب آپ مہرانی کر کے بیٹھ جائیں۔

میر صابر علی بلوچ۔ جناب انہیں کچھ کہنے دیں تاکہ کچھ تھوڑی سی بحث بھی ہونی چاہیے۔

طرہ ڈیٹی اسپیکر۔ اب وزیر خزانہ جناب سے کہیں۔

وزیر خزانہ - (سردار غوث بخش ربیانی) جناب والا میں کوئی سیاسی تقریر نہیں کرونگا۔ میں

اپنے قائد ایوان اپنے وزراء اور اپنے معزز ساتھیوں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس بچٹ پر کافی وضاحت کی۔ چند باتیں یں ضرور کرونگا اور مجھے افسوس ہے کہ ہمارے پوزیشن کے دوست اس وقت نہیں بیٹھے ہیں۔ اگر یہاں جوتے اور اچھے اور ہمارے درمیان ایسی باتیں ہوتیں جو کہ سائڈ موڈ کے لئے مفید ثابت ہوتیں۔ وہ نہ بھی ہوں تو وہ اخبارات میں یقیناً اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ہم ان کی سنیں گے اور پڑھیں گے اور یہ جتنا بڑا کہ بچٹ چاہے جتنا بھی اچھا ہو نکتہ چینی ضرور ہوتی ہے۔ اس بچٹ پر نکتہ چینی اتنی کم ہوتی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بچٹ بہت ہی اچھا ہے۔ بنیادی طور پر اس سے انکو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مگر حکمت جس پر میرے دو خط لکھنے بہت کچھ کہا ہے وہ نظم و نسق کا مسئلہ ہے۔ اس سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ نظم و نسق بہت مزید ہے۔ اور نظم و نسق کے لئے ہی اٹھارہ لاکھ روپے مانگے گئے ہیں جو مرکزی حکومت نے دیئے ہیں تاکہ وائر لیس سٹپ ہوں اور اگر پولیس کو اور انتظامیہ کو مضبوط نہ کیا جائے۔ اسکا مزوریات پوری نہ کی جائیں تو نظم و نسق کیسے برقرار رہے گا۔ یہ پولیس ہی تھی جس نے خاص علاقے میں مولوی شمس الدین کے قتل کی تحقیق کی اور ملزم کو نامزد کیا حالانکہ خاص علاقہ ہے جہاں پولیس کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور جب میرے مروجہ دوست خان عبدالصمد خان اسپرکئی کا حوالہ دیا

میسٹر محمود خان اسپرکئی - مروجہ نامزد کیا اسکا مطلب ہے پولیس نے ملزم کو نامزد کیا تھا کہ دراصل

وزیر خزانہ - نہیں انہوں نے کہا کہ فلان ملزم ہے۔

میسٹر محمود خان اسپرکئی - نامزد کا مطلب تو یہ ہے کہ کسی کو مرنے کے لئے کسی آدمی کو نامزد کرنا

وزیر خزانہ - ایسا نہیں۔ تو جناب اگر یہ پولیس وہاں نہ جاتی تو یہ معلوم نہ ہوتا کہ قاتل کون ہے۔ خان عبدالصمد خان کی شہادت کے وقت تو حکومت برائے نام تھی اس وقت طاقت گورنر کے ہاتھ میں تھی اس حکومت کی جو کمزوریاں تھیں اسکے وہ ذمہ دار تھے۔

سٹر محمد خان اسپکرنی۔ جناب والا اس وقت کونسا قانون تھا۔ قانون ایک ہی تھا گو اس وقت گورنر تھا۔

سٹر ڈی اسپیکر۔ محمود خان صاحب آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔

سٹر محمد خان اسپکرنی۔ پرائنٹ آف آرڈر۔ جناب میں یہ کہتا ہوں کہ کیا اس وقت قانون غلط تھا۔

سٹر ڈی اسپیکر۔ محمود خان صاحب مہربانی کر کے آپ بیٹھ جائیں۔

وزیر خزانہ۔ میں نے انجی تقریر میں کوئی مداخلت نہیں کی۔ یہ سوال جواب کا وقت نہیں ہے۔

انہوں نے فرمایا ہے کہ یہاں ہم پھٹتے ہیں پولیس کو ڈائریسیٹ نہ دیکھے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انکو یہ کہنا چاہئے تھا کہ یہاں پر تخریبی کاروائیاں ہو رہی ہیں اس لئے پولیس کو لیس کیا جائے انکو ہتھیار دیئے۔ جائیں تاکہ ان قباحتوں کو دور کیا جاسکے یہ کہا گیا کہ ہمارے صوبہ میں سفر خرچہ کیوں بڑھا یا گیا اور بعد میں پھر آپ ہی فرماتے ہیں کہ وزیر صاحبان دورہ پر کیوں نہیں جاتے کیا صرف دوروں کے لئے کوڑے کے ہتھیار ہیں دور دراز علاقوں میں جانا ہوتا ہے اگر انکو سہولت مہیا نہ کریں گے۔ تو وہ ان دور دراز اور دیگر علاقوں میں کیسے جاسکیں گے کہا گیا ہے کہ افسران کو اسلام آباد کیوں بھیجا گیا ہے اور پھر انکو اسلام آباد بلا یا گیا ہے۔

سٹر محمد خان اسپکرنی۔ بلوچستان میں افسروں کو لانے کی بات نہیں افسران کو سپیشل ڈیویٹی پر لایا گیا انکو سپیشل ڈیویٹی پر رکھا گیا۔

وزیر خزانہ۔ میں اس دخل اندازی پر احتجاج کرتا ہوں۔

سٹر ڈی اسپیکر۔ سٹر محمود آپ اس طرح نہ پولیس۔ وزیر خزانہ کو اپنی تقریر کرنے دیں۔

وزیر خزانہ - میں پوچھتا ہوں کہ ان افسروں کو کیا مہاں بیٹھ رہنا تھا انکو کام کے لئے والپس تو لانا تھا۔ تاکہ ان سے کام لیا جائے۔

جناب والا۔ یہ کہا گیا ہے کہ بلوچستان میں ایک پشتون آباد ہے اسکے لئے بجٹ میں سے رقم رکھنی چاہئے تھی۔ جناب والا۔ وہ اور بات یہ تو اور چیز ہے میں سمجھتا ہوں یہ تو پبلک کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔ اس میں پبلک روڈز ہیں۔ دستکاری ہے اور سیلاب سے بے حد نقصان ہوا ہے، میں اس چیز سے اتفاق کرتا ہوں کہ آپ دیکھیں گے کہ حکومت کا پروگرام ہے کہ عام غریب آدمی کی زندگی کو بہتر بنایا جائے اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنایا جائے اور بلند کیا جائے تاکہ وہ حکومت کے افسروں کے حکم و کرم پر نذر ہیں تاکہ عوام کو بھی سہولت ہو، بہتر مکانات بنائے جائیں۔ اور وہ رہ سکیں اور انشاء اللہ آپ آنے والے بجٹ میں دیکھیں گے کہ ایسے ہی پروگرام شامل ہوں گے۔

بلڈوزروں کے متعلق کہا گیا ہے کہ بلڈوزر منگائے جا رہے ہیں تو بلڈوزر متعلقہ ممبر صاحبان کے مشورہ سے اور ان کی رائے سے جہاں بھی ضروری ہوئے کام کریں گے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ یہ بجٹ عوام کے لئے نہیں اور غریب چرواہے کے لئے نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے دوستوں کو آخر کچھ کہنا ہی ہے اتنے دوست بیٹھے ہیں انکو کچھ کہنا ہی ہے آخر اسکے متعلق کچھ کہنا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ عوام کے لئے ہے، غریب کاشتکاروں کے لئے ہے اور مزدوروں کے لئے ہے اور زراعت پیشہ کے لئے ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جو کاشت کار ہیں اور جو محنت کرتے ہیں ان کے لئے ان کی حفاظت کرنے کے لئے۔ اور پولیس کو مضبوط کرنا ہے تاکہ انکی حفاظت ہو سکے۔ ان کاشتکاروں کو بھی اتنا محفوظ کیا جاسکے تاکہ وہ خود اپنی حفاظت کر سکیں۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا کسی کو اس صوبہ میں ظلم و تشدد کرنے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ اور یہ عوام کی حکومت ہے اور انشاء اللہ سب کچھ عوام کے لئے ہو گا اور مرکزی حکومت سے جو کچھ مانگا گیا مرکزی حکومت کے تعاون سے اور اس صوبہ کے عوام کے تعاون سے یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔ نیز محکمہ منصوبہ بندی کے مشورہ سے بھی یہ سب کچھ کیا گیا ہے یہ سب کچھ اس صوبہ کی بھلائی کے لئے ہے اور سفید چیک کا مقصد یہ نہیں ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم کہیں وہ مائیں گے۔ یہاں جو منصوبے بنتے ہیں وہ مرکزی حکومت میں جاتے ہیں وہاں ان پر غور و خوض ہوتا ہے پھر منظور کئے جاتے ہیں تو جیسا کہ آپ سب نے بھی کہا ہے میں وزیر اعلیٰ کا بھی شکر گزار ہوں

کہ وہ اس صوبہ کے عوام کی فلاح و بہبود اور معیار زندگی بہتر بنانے کے اتنے کوشاں ہیں کہ جب بھی چاہیں اور رقومات ان سے مانگیں تو مرکزی حکومت پوری مدد کرتی ہے۔ آپ آنے والے بجٹ میں انشاء اللہ کچھ ایسے ہی ہو گا۔

اور یہ جو بہت بڑا مسئلہ امیج امان کا ہے اور اس پر جو ڈاکٹر ڈالتے ہیں وہ وہ لوگ ہیں جنکو ان عزیز کسانوں نے ووٹ دیا ہے تو یہ حکومت کبھی ایسا نہیں ہونے دے گی کہ لوگ بنزوق اٹھا کر ہاڑوں میں جا لیں بسوں کو لوٹیں ریلوں پر فائرنگ کر دیں اور عزیز کسانوں کے خرمن جلایں اور یہ حکومت خاموش تماشائی نہیں رہے گی میں آپکو یقین دلانا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ حکومت اب مضبوط ہو گئی ہے اور اس حکومت کا کام یہی ہے کہ عزیز لوگوں کی حفاظت کرے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ کو منظور فرمائیں۔ شکریہ  
تالیاں۔

سرسر ڈی پی اسپیکر۔ پیر کو اجلاس کس وقت ہو۔ (آوازیں۔۔۔ دس بجے)

سرسر ڈی پی اسپیکر۔ اجلاس پیر دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس ایک بجے بعد دوپہر پیر کو دس بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)